میری والدہ مرحومہ

نقوش وتأثرات

یعنی والدہ مرحومہ زیتون نظامی کی زندگی کے نقوش ومعمولات اور راقم کی تربیت کے واقعات، ان کی اولاد اور اہل تعلق کے تأثرات وجذبات اور حضرات علماء کرام کے تعزیتی خطوط کا مختصر تذکرہ۔

تالیف

مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی

رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد، سہارنپور

ناشر

دار البحوث والنشر

مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد، سہارنپور (یوپی)

سلسلہ مطبوعات مرکز احیاء الفکر الاسلامی.........................(۲۴)

نام کتاب: میری والدہ مرحومہ، نقوش وتأثرات

تالیف: مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی

صفحات: ۸۶/

تعداد: ۱۱۰۰/

قیمت: ۱۰/روپئے

سن اشاعت: ۲۰۱۲ء م ۱۴۳۳ھ

اشاعت منجانب

حافظ عبد الستار عزیزی مدیر انتظامی ماہنامہ ''نقوش اسلام'' مظفر آباد

باہتمام

دار البحوث والنشر

مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد، سہارنپور، یوپی (انڈیا)

ملنے کے پتے

☆ دار الکتاب، دیوبند سہارنپور (یوپی) ☆ نعیمیہ بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور

☆ کتب خانہ یحیوی سہارنپور ☆ مکتبہ ندویہ، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

☆ اتحاد بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور ☆ الفرقان نیا گاؤں مغربی (نظیر آباد) لکھنؤ

فہرست مضامین

پیش گفتار: محمد مسعود عزیزی ندوی ۹

میری والدہ مرحومہ

ماں ایک عظیم نعمت ہے ۱۰
ماں کی محبتیں .... //
میری تربیت کے بعض واقعات ۱۱
تربیت کا کوئی پہلو نہ چھوڑتیں ۱۲
والدہ کا دعاؤں کا اہتمام اور کلمہ شریف کا ورد ۱۳
والدہ کی سب تمنائیں پوری گئیں ۱۴
والدہ کے معمولات .... //
راقم کے ساتھ خصوصیت کا معاملہ ۱۵
دینی کاموں میں تعاون .... //
پردے اور نمازوں کا اہتمام ۱۶
والدہ کی ایک اہم دعا .... //
والدہ کی جفاکشی ۱۷
والدہ ہم سب کے لئے مرجع کی حیثیت رکھتی تھی ۱۸

والدہ کی خدمت میں حاضری ۱۹
والدہ کا وطن اور خاندان .... //
اللہ کا فضل اور بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ۲۰
والدہ کی بیماری اور وفات .... //
نماز جنازہ اور تدفین میں شریک علمائے کرام ۲۱
جن علماء کرام کو حادثہ کی اطلاع دی اور دعا کی درخواست کی ۲۲
تعزیت کیلئے تشریف لانے والے علماء کرام اور دیگر اہل تعلق ۲۳
فون پر تعزیت کرنے والے اہل تعلق حضرات ۲۴

رفیقہ حیات کی جدائی

ہوش ربا واقعہ ۲۶
حادثہ کے اثرات .... //
خصوصیات ۲۷
باقیات الصالحات ۲۸

ماں کی جدائی پر احساس غم

والدہ کی سب سے پہلی بچی ۲۹
ماں کی دعائیں .... //
والدہ کے لئے دعا کی درخواست ۳۰

والدہ کی وفات پر تأثرات

والدہ کی وفات سے پہلے ملاقات ۳۱

نماز کا اہتمام ۳۱

ماں تو ماں ہی ہے

ماں کی دعائیں اور حفظ قرآن کریم ۳۲
ماں کا سایہ سر سے اٹھ گیا ..... //
والدہ مجھ کو ہی پکارتی تھی ۳۳
آخری دن اور قرآن کی فرمائش ..... //
نمازوں کی فکر ۳۴
والدہ کے پاس لیٹنا ..... //
والدہ کی خدمت ۳۵

ساس کا فراق غم

ان کی باتیں یاد آرہی ہیں ۳۶
ایسی اچھی ساس نہیں دیکھی ..... //
آخری دن کی تکلیفیں ۳۷
ماں کا سایہ سر سے اٹھ گیا ۳۸

میری ساس جوار رحمت میں

صبر و تحمل والی عورت ۳۹
ایک ممتاز ساس ..... //
آخری ملاقات ۴۰
حافظ صاحب کی بیوی سے میرا اسلام کہنا ..... //

دادی اماں کی جدائی

دادا دادی کا پیار ۴۲
دادی کی شفقتیں ۴۳
ہزاروں میں ایک ..... //

دادی اماں کے متعلق کچھ باتیں

دل پر پتھر رکھ کر لکھتی ہوں ۴۵
ماں تسلی دیا کرتی تھی ..... //
مجھ کو اپنے سامنے نماز پڑھواتی ۴۶
سب کو اچھی باتیں بتلاتیں تھیں ..... //

نانی کے متعلق چند باتیں

نانی بہت نیک عورت تھی ۴۸
پردہ کا اہتمام ۴۹
ہم سب بھائیوں سے نانی محبت کرتی تھی ..... //
ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے ۵۰

نظر تو آئی تھی ہلکی سی کرن تبسم کی

ماں کا لفظ ۵۱
ماں سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں ..... //
دنیا میں کسی کو قرار نہیں ۵۲
بیماری میں بھی شکر کے الفاظ ..... //

دوبارہ ملاقات نہ ہوسکی ۵۳
پاک طینت وخوش نصیب عورت ۵۴
بعض ماؤں کا مقام ومرتبہ ۵۵
ہمیں تو صبر ہی کرنا ہے ۵۶

وہ جس کے قدموں تلے جنت ہے

زمین قدموں کے نیچے سے نکل گئی ۵۷
مرحومہ کے اخلاق وخصوصیات ۵۸
وہ اپنی اولاد کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوچکی تھیں .... //
مفتی صاحب کا معمول ۵۹
مرحومہ کی بیماری میں وفات ۶۰

خاص عزیزوں کو صدمہ

اس سے بڑا کوئی صدمہ نہیں ۶۱
ماں کے بغیر گھر شہر خموشاں کے مانند ہے .... //
میں تیری خدمت کے قابل جب ہوا تو چل بسی ۶۲
بیٹے کے ہر نیک کام میں ماں کا حصہ ہوتا ہے .... //
زندگی کا سرمایہ ۶۳
مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست .... //
والدۃ فضیلۃ الشیخ محمد مسعود العزیزی الندوی الی رحمۃ اللہ تعالی ۶۴

تعزیتی خطوط

حضرت مولانا محمد اختر صاحب ۶۵
حضرت مولانا قاری عاشق الٰہی صاحب ۶۶
حضرت مولانا محمد عمر صاحب قاسمی مجاہد پوری ۶۷
حضرت الحاج منشی عبدالغفور صاحب ۶۹
حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی ۷۰
حضرت مولانا محمد ساجد میاں صاحب ۷۲
حضرت مولانا محمد عزیز الحسن صاحب صدیقی ۷۳
جناب حاجی فضل الرحمٰن صاحب قادری .... //
حضرت مولانا محمد عثمان رحمانی لدھیانوی ۷۴
حضرت مولانا محمد الطاف صاحب مظاہری ۷۵
حضرت مولانا عزیز اللہ صاحب ندوی ۷۸
محترم جناب حافظ سید عبدالسمیع صاحب ۷۹
محترمہ سنجیدہ یعقوب صاحبہ ۸۰
عزیزم مولوی محمد شاکر ندوی سلمہ ۸۳
خصوصی گزارش ۸۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش گفتار

والدہ مرحومہ کا ۲۷؍ربیع الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۰؍فروری ۲۰۱۲ء کو پیر کے دن انتقال ہوگیا تھا، ان کے انتقال کے بعد راقم نے ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے مارچ ۲۰۱۲ء کے شمارے میں والدہ کے سلسلہ میں اداریہ تحریر کیا تھا، جس میں ان کی شفقت ومحبت اور تربیت سے متعلق واقعات اور ان کی زندگی کے معمولات وحالات کا تذکرہ کیا تھا، اور ان کی بیٹیوں، بہوؤں، پوتیوں اور نواسے اور اہل تعلق کے مضامین ''گوشہ ماں'' کے نام سے شائع کئے تھے، جن میں بہت سے علماء کرام کے تعزیتی خطوط بھی تھے، اب ان تمام مضامین کو ایک کتابی شکل میں ''والدہ مرحومہ نقوش وتأثرات'' کے نام سے شائع کرنے کا پروگرام بنایا ہے، تمام مضامین کو ذیلی عناوین لگا کر دلچسپ بنانے کی کوشش کی گئی ہے، اور اخیر میں حضرات علماء کرام کے تعزیتی خطوط بھی شامل اشاعت کئے جارہے ہیں۔

اس کتاب کی اشاعت کی ذمہ داری والد صاحب جناب حافظ عبدالستار صاحب عزیزی نے قبول کی ہے، اللہ تعالی قبول فرمائے، اور والدہ کی قبر کو نور سے منور فرما کر اس کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں اپنے پاک بندوں میں شامل فرمائے۔

والسلام

محمد مسعود عزیزی ندوی — ۶ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ

رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفر آباد — ۲۴؍ستمبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میری والدہ مرحومہ

ماں ایک عظیم نعمت ہے

ماں اللہ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے، جس کا بدل دنیا میں نہیں، شوہر کو بیوی مل سکتی ہے، بیوی کو شوہر مل سکتا ہے، ماں کو بچے مل سکتے ہیں، مگر بچوں کو ماں نہیں مل سکتی، اسی لئے شریعت میں ماں کی اہمیت ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے دریافت کیا، یارسول اللہ میں کس کے ساتھ سب سے زیادہ حسن سلوک کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی ماں کے ساتھ، پھر ان صحابی نے عرض کیا کہ اس کے بعد؟ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی ماں کے ساتھ، پھر صحابی نے تیسری مرتبہ پوچھا؟ پھر حضور نے فرمایا کہ اپنی ماں کے ساتھ، پھر ان صحابی نے پوچھا؟ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے باپ کے ساتھ، گویا کہ چوتھی مرتبہ باپ کے ساتھ فرمایا، ماں باپ کی اہمیت کی وجہ سے ہی باپ کو جنت کا دروازہ اور ماں کے قدموں کے نیچے جنت بتلائی گئی ہے۔

ماں کی محبتیں

ماؤں کی محبت سے سب واقف ہیں، مگر راقم کی ماں کو مجھ سے محبت کچھ زیادہ ہی

تھی، راقم سے بڑی تین بہنیں اور ایک بھائی ہیں، اور میں چونکہ سب سے چھوٹا تھا، اس لیے راقم پر ماں کی شفقتیں، عنایتیں اور محبتیں کچھ زیادہ تھیں، اگرچہ والدہ کچھ زیادہ پڑھی لکھی نہ تھی، ان کو قرآن کریم کا عم پارہ اور کچھ منتخب سورتیں ہی یاد تھیں، مگر وہ کڑھی ہوئی تھیں، ان کی تمام اولاد پڑھی لکھی ہے، سب سے بڑی بہن مفیدہ خاتون اور محسنہ خاتون ناظرہ قرآن شریف اور دینی کتب پڑھی ہوئی ہیں، ان دونوں کے بعد بڑے بھائی مرغوب عالم ڈاکٹر ہیں، ان کے بعد انیسہ خاتون حافظہ قرآن اور بہترین قاریہ ہیں، پھر پانچویں نمبر پر راقم سطور ہے۔

میری تربیت کے بعض واقعات

والدہ نے خاص طور سے راقم کی تربیت کچھ اس انداز سے کی کہ بعض چیزیں ایسی ذہن میں بیٹھ گئیں جیسے پتھر پر لکیر، مثلاً ایک مرتبہ بچپن میں راقم نے مسجد سے ماچس اٹھائی اور گھر لے کر آیا، والدہ نے نصیحت کی کہ بیٹا مسجد کی چیز نہیں لیا کرتے، وہ مسجد میں واپس کرادی، اس کے بعد پھر کبھی بھی مسجد کی چیز کو اپنے لئے جائز نہیں سمجھا، ایک مرتبہ ایک جگہ راستہ میں دس یا بیس پیسے مل گئے، میں نے اٹھالئے اور گھر لایا، والدہ نے بتلایا کہ بیٹا راستہ میں کسی کی کوئی چیز پڑی ہو، اس کو نہیں اٹھایا کرتے اور وہ پیسے واپس کرائے، اس کے بعد سے آج تک قیمتی سے قیمتی چیز بھی راستہ میں پڑی نظر آئی، مگر نہیں اٹھائی، ایک مرتبہ اپنی ہوشیاری سے ایک بچے سے ۵۰/ پیسے لایا اور اس ہوشیاری کا والدہ سے تذکرہ کیا، تو انھوں نے فرمایا بیٹا کسی کا مال ناحق نہیں لیا کرتے اور وہ ۵۰/ پیسے واپس کرائے، چنانچہ اس کے بعد سے کسی کے سامان، روپئے پیسے کی طرف التفات نہیں کیا، وہ مجھ سے بہت محبت کرتی تھیں، اس کے باوجود مجھے ۹/

سال کی عمر میں ہریانہ کے ایک مدرسے میں بھیج دیا، اور خود صبر سے کام لیا، اور راقم ۹/سال کی عمر سے مستقل ۱۷/سال مدرسوں میں تعلیم حاصل کرتا رہا، بس چھٹی میں آ کر ان کی محبتوں سے متمتع اور لطف اندوز ہوتا۔

تربیت کا کوئی پہلو نہ چھوڑتیں

وہ میرے لیے اچھی اچھی چیزیں بناتیں، جو چیزیں پہلے سے میرے لئے رکھی ہوئی ہوتیں وہ دیتیں، بلکہ اپنے ہاتھ سے کھلاتیں، وہ تربیت کا کوئی پہلو نہ چھوڑتیں، ایک مرتبہ گھر سے ایک روپیہ بغیر اجازت کے لیے لیا اور اس میں سے کچھ پیسے کھا لئے، اس پر پٹائی کی اور پھر سمجھایا کہ بغیر پوچھے کوئی چیز نہیں اٹھایا کرتے، جب کہیں جانا ہوتا تو وہ فرماتی کہ بھائی ''کلمہ'' پڑھ کے بیٹھا کریں، کہ کلمہ کی برکت سے اللہ تعالی حفاظت کرتا ہے، پھر ایک نصیحت یہ بھی فرماتیں، بھائی کسی کے گھر کا ''مٹھا کھٹا'' نہیں کھایا کرتے، اور پھر اس پر بعض واقعات بھی سناتیں کہ فلاں کو فلاں نے حسد کی وجہ سے میٹھے وغیرہ میں زہر کھلا دیا تھا، ہم بہن بھائیوں میں سے کوئی بھی گھر سے باہر بغیر پوچھے جا ہی نہیں سکتے تھے اور گھر سے کہیں جا کر اگر دیر ہو جاتی، یا بچوں کے ساتھ کھیل میں مشغول ہو جاتے، تو وہ فوراً تلاش کے لیے خود باہر آ جاتیں، دن میں دیر ہونا تو ان کو شاق گزرتا ہی تھا، مگر مغرب بعد تو وہ ہرگز پسند نہ کرتی تھیں کہ ہم لوگ گھر سے باہر رہیں، جب بھی مدرسے میں جانا ہوتا تو وہ حکم فرماتیں کہ جاتے ہی خریت سے پہنچنے کا خط لکھ دینا، اور اب جب سے فون چلے ہیں، اور کہیں بھی جانا ہوتا تو وہ فرماتیں کہ جاتے ہی فون کر دینا، چنانچہ اس کا اہتمام کیا جاتا، اگر کبھی کسی مشغولیت کی وجہ سے فون

نہ کرسکا، تو وہ پریشان ہوجاتیں، خود فون کراتی اور خیریت معلوم کرتیں۔

والدہ کا دعاؤں کا اہتمام اور کلمہ شریف کا ورد

اپنی پوری طالب علمی کی زندگی میں ان کے لیے دعاؤں کا بہت اہتمام کیا، چونکہ وہ اکثر بیمار رہتی تھیں اور بچوں کی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں والدین ہی ظاہری طور پر ذریعہ ہوا کرتے ہیں، اس لئے راقم کو اس کی بہت فکر تھی، کہ کہیں میں طالب علمی کے زمانہ میں ہی ماں کے سایہ سے محروم نہ ہوجاؤں، اور میری تعلیم ناقص رہے، اللہ تعالی نے اس کی لاج رکھی، اور ماشاء اللہ وہ حیات رہیں، ۱۹۸۷ء میں جب کہ راقم کی عمر ۱۳؍سال تھی، کسی سے یہ سنا تھا کہ اگر کوئی ستر ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھ لے، تو اس کی مغفرت ہوجاتی ہے، تو راقم نے اپنی والدہ کی نیت کرکے اس کے لیے ۷۰؍ ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھا، روزانہ جتنی تسبیح پڑھتا، ایک کاغذ پر تاریخ کے ساتھ لکھ لیتا، وہ کاغذ میری جیب میں رہتا تھا، میں نے سوائے والدہ کے کسی کو اس عمل کی اطلاع نہیں دی تھی، بعض اساتذہ نے میری جیب میں وہ کاغذ دیکھ کر حیرت کی، مگر الحمدللہ راقم نے والدہ کے لیے یہ عمل کیا، جس کا بدلہ بالیقیں اللہ تعالی نے ان کو مغفرت اور درجات کی بلندی کی شکل میں دیا ہوگا، اللہ تعالی نے طالب علمی کے ۱۷؍ سال پورے کرادئے، فراغت کے بعد مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا، پھر یہ دعا کرتا یا اللہ میری والدہ کو ابھی حیات رکھ، تاکہ میں نے جو کام شروع کیا ہے، اس کی ترقی کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے، چنانچہ اللہ تعالی نے اس کی بھی لاج رکھ لی، اور الحمدللہ اس نے مرکز کی ترقی اور اس کے تحت دو

اداروں (جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات) کو چلتا دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرلیں۔

والدہ کی سب تمنائیں پوری ہوگئیں

غرضیکہ اب تک اپنی جو تمنائیں تھیں، وہ الحمدللہ اس کے سامنے پوری ہوگئیں تھیں، اور اس کی بھی تمام حسرتیں اور تمنائیں پوری ہوگئیں تھیں، اس نے اپنے بچوں کو پڑھا لکھا کر شادیاں بھی کردی تھیں، اس وقت اس کے آٹھ پوتے پوتیاں اور سولہ نواسے اور نواسیاں ہیں، اس کو پوتے دیکھنے کی بڑی خواہش تھی، اللہ نے وہ بھی پوری کرادی، اس کی حج کی تمنا تھی، اللہ نے ۲۰۰۵ء میں وہ بھی پورا کرادی اور راقم کو والدین کے ساتھ حج کی سعادت نصیب ہوئی، اس کے بعد جولائی ۲۰۱۰ء میں راقم نے والدہ کے ساتھ عمرہ کی سعادت حاصل کی، اس طرح ہر مؤمن کی جو آخری تمنا ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے گھر کی زیارت کی سعادت حاصل کرلے، اللہ تعالی نے اس کی بھی توفیق عطا فرمائی، اب تو اس کی تمنا تھی کہ بس اللہ مغفرت فرمادے، اور اپنے پاس بلالے، چنانچہ اللہ تعالی نے اس کی یہ تمنا بھی پوری فرمائی، اللہ ان کی بال بال مغفرت وبخشش فرماکر کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔

والدہ کے معمولات

چونکہ والد صاحب کی تاریخ پیدائش یکم اپریل ۱۹۳۲ء ہے، اس لئے والد صاحب کی عمر ۸۰؍سال کے قریب ہوگئی، والدہ پانچ چھ سال چھوٹی بھی ہوں گی، تو اس اعتبا رسے ان کی عمر ۷۴؍سال ہوگی، کسی عورت کے لیے اتنی عمر ہونا بڑی سعادت کی بات

ہے، والدہ صاحبہ زندگی بھر اپنے معمولات کی پابند رہیں، وہ چونکہ حافظہ تو نہیں تھیں مگر جو یاد تھا، اس کو پابندی سے پڑھتیں، نماز کا ہمیشہ اہتمام کیا ہے، نوافل، اور صلاۃ التسبیح اکثر پڑھتی تھیں، درود شریف، استغفار اور تیسرے کلمہ کی تسبیح پابندی سے کرتی تھیں، ان کی تسبیح ہر وقت پاس رہتی تھی، رمضان میں روزے اہتمام سے رکھتیں، کتنی بھی شدید تکلیف ہوتی، مگر انہوں نے روزہ ضائع نہیں کیا، تراویح کی ۲۰/رکعت ہمیشہ پڑھتی تھیں، گاؤں میں کوئی بھی غریب یا بیوہ ہوتی، اس کے پاس کھانے کی چیزیں، پکا ہوا کھانا، کپڑے اور ضرورت کی چیزیں ضرور بھیجتی تھیں۔

راقم کے ساتھ خصوصیت کا معاملہ

راقم کے ساتھ چونکہ ہمیشہ خصوصیت کا معاملہ کیا، اس لیے مدرسہ میں جاتے وقت والد صاحب ضابطے میں جو پیسے خرچ کے لیے دیتے تھے، اس کے علاوہ والدہ پھر اپنی رقم میں سے الگ سے دیتیں، چھٹی میں گھر آتا تھا، راقم کو بزرگوں سے ملنے اور ان کے پاس جانے اور سفر کرنے کا بہت شوق تھا، اس شوق کی تکمیل میں والدہ ہی زیادہ معاون ہوتی تھیں، الحمد اللہ مجھے چپکے سے کرائے وغیرہ کے لئے پیسے دیدیا کرتی تھیں۔

دینی کاموں میں تعاون

مرکز احیاء الفکر الاسلامی قائم کرنے کے بعد جب بھی کبھی کوئی تعمیری کام شروع ہوا تو اس میں ضرور تعاون کرتیں، والد صاحب کی ایک رقم مدرسے کے ذمہ تھی، جب لڑکیوں کے مدرسہ ”جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات“ کی تعمیر کا کام ہو رہا تھا، تو ایک کمرہ

والدہ کی طرف سے تعمیر ہوا، جس کے خرچ کی ادائیگی والد صاحب نے کی، ابھی عید الفطر ۱۴۳۲ھ کے بعد مدرسے کی مسجد ”مسجد الامام ابی الحسن الندوی“ میں ماربل (سنگ مرمر) لگایا گیا، جس کے لیے والدہ نے اپنی اکٹھی کی ہوئی رقم میں سے ساڑھے تین ہزار روپئے دئے، پھر بقرہ عید کے بعد قرآن کریم کی اشاعت کا پروگرام بنایا، تو والدہ صاحبہ کے پاس ۴۰۰/روپئے تھے، وہی دیدئے کہ یہ میری طرف سے لگالیئے جائیں، انتقال سے پہلے اس کے پاس ۲۰۷/روپئے رکھے ہوئے تھے، اس نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اگر میری وفات ہوجائے تو یہ رقم مدرسہ میں دیدی جائے، چنانچہ ان کے کہنے کے مطابق، سب بہن بھائیوں نے بخوشی یہ رقم مدرسہ میں دیدی۔

پردے اور نمازوں کا اہتمام

الحمدللہ وہ پردے کی بھی بہت پابند تھیں اور بے پردگی پسند نہیں کرتی تھیں، نمازوں کی پابند تھیں، سخت سے سخت تکلیف میں بھی وہ نماز نہیں چھوڑتی تھیں، اذان ہوتے ہی نماز پڑھ لیا کرتی تھیں، ان کی صرف ۷/نمازیں فوت ہوئی ہیں، جن کا فدیہ ادا کردیا، ان کو یہ بڑی فکر رہتی تھی کہ کوئی نماز ان کے ذمہ نہ رہے، اس لیے ان کی پہلے سے یہ ہدایت تھی کہ اگر میری نمازیں چھوٹیں تو ان کا فدیہ ادا کردینا۔

والدہ کی ایک اہم دعا

والدہ کی یہ بھی دعا تھی کہ اللہ تعالی اسے ”چلتے پھرتے ہاتھوں پیروں“ اٹھالے، تاکہ وہ کسی کی محتاج نہ رہے، الحمدللہ اللہ نے اس کی اس بات کی بھی لاج رکھی، اور وہ کسی کی محتاج نہیں ہوئیں، اس طرح وہ اس کے دربار میں حاضر ہوگئیں، اخیر کے

۱۶؍۱۷؍دنوں میں اس کی خدمت کی توفیق اللہ تعالی نے میری ہمشیرہ انیسہ خاتون-جو حافظہ قرآن ہیں-کو دی اور اس نے خوب خدمت کی، نمازیں اہتمام سے پڑھوائیں، وضو کرایا، کبھی تیمّم کرایا، اگر استنجاء کی ضرورت ہوئی تو استنجاء خانہ میں لے گئیں، بہر حال وہ ہر وقت خدمت کے لیے حاضر رہتی، اللہ تعالی اس کو خوش رکھے اور جزائے خیر عطا فرمائے، الحمدللہ والدہ کی خدمت خوب ہوئی، بڑے بھائی ڈاکٹر ہیں، ضرورت پڑنے پر فوراً انجکشن لگاتے، دوائی دیتے، بھائی اور ان کی اہلیہ اور ان کی بچیوں حنا اور دانش نے بھی خوب خدمت کی اور راقم کی اہلیہ نے بھی، اللہ تعالی سب کو جزائے خیر عطا فرمائے، کبھی ان کی طبیعت زیادہ خراب ہوتی، راقم پاس ہوتا تو آنکھوں میں آنسوں آجاتے اور اپنے پر قابو نہ رہتا، تو وہ تسلی دلاتی، بھائی روؤ نہیں، دنیا میں سب کے ماں باپ مرتے ہیں گویا کہ سخت تکلیف میں بھی وہ اپنی تکلیف بھول جاتی اور ہمیں تسلی دلاتی۔

والدہ کی جفاکشی

والدہ صاحبہ بہت جفاکش اور محنتی عورت تھیں، اس نے ہمیشہ گھر کے کام بھی تن تنہا بہت مستعدی سے کئے، جب ہمارے مکان کچے تھے، گھر پر گارا، مٹی کا کام بھی کر لیا کرتی تھیں، جب پکے بنے تب بھی وہ بہت سے کام خود کر لیا کرتی تھیں، شروع شروع میں اس نے سوت کات کر بھی گھر کی ضروریات پوری کیں؛ بلکہ ہم نے خود ان کو سوت کاتتے ہوئے دیکھا ہے، کھانا وغیرہ بنانے کا اچھا ذوق اور مہارت رکھتیں، ہمیں ایسے لذیذ کھانے فراوانی اور شادی کے بعد نصیب نہ ہوئے، جیسے عمدہ اور لذیذ کھانے وہ سادہ کھانوں کی شکل میں تیار کر دیتی تھیں، والد صاحب کے وسیع تعلقات

کی بنا پر مہمانوں کی آمد و رفت زیادہ رہتی تھی، اس لیے وہ ہر طرح کے کھانے بنانے کا اچھا ذوق رکھتی تھیں، ان کو بچپن کی کچھ نظمیں اور اشعار یاد تھے، وہ جب یکسو ہوتی تو گنگناتی رہتی تھیں، وہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری سے بیعت بھی تھیں، وہ بات کرنے میں بھی مخاطب کا لحاظ رکھتی تھیں، حالانکہ وہ دیہات کی عام سی عورت تھیں، مگر تہذیب سے گفتگو کرتی تھیں، اب بڑھاپے میں اس کو اپنے پوتوں سے بہت ہی تعلق تھا، ان کو لیٹی لیٹی بھی کھانا کھلاتی تھیں، خاص طور سے بڑے بھائی کے بچے سلمان وعثمان تو ایسے تھے کہ اسی کے ہاتھ سے کھانا کھا کر اطمینان حاصل کرتے تھے، میرے بچے بھی امامہ عزیزی اور عبداللہ عزیزی روزانہ اس سے ملاقات کرتے، سر پر ہاتھ رکھوا کے آتے، اور اس کی دعائیں لیتے۔

والدہ ہم سب کے لئے مرجع کی حیثیت رکھتی تھی

اس وقت وہ ہم سب بہن بھائیوں کے لئے مرجع کی حیثیت رکھتی تھی، ہر ایک اپنے راز کی بات، اپنی اچھی بری اسی کو بتلاتا تھا، اگر کسی کو کسی کی بات سے کوئی اختلاف ہے، تو یہ اختلاف بھی اسی کے دربار میں پیش کیا جاتا، اور وہ اپنی حکمت سے مسائل کا حل کرتی تھیں، راقم تو اپنے راز، اپنی ترقی، اپنی خوشی وغمی کی تمام باتیں ماں ہی کو بتلاتا تھا، کہیں سے مدرسہ کے سلسلہ میں کوئی رقم آئی یا کوئی خوشخبری ملی جا کر والدہ صاحبہ سے بتلادیا، وہ بہت خوش ہوتیں، دعائیں دیتیں، راقم نے ادارہ قائم کیا، اس سلسلہ میں جو باتیں پیش آئیں، اچھی باتوں پر وہ اللہ کا شکر ادا کرتیں اور پریشان کن باتوں کے لیے وہ اللہ تعالی سے حل کی درخواست کرتیں، اور دعائیں کرتیں، یہاں تک

کہ رات میں جب بھی آنکھ کھل جاتی، اس وقت بھی وہ دعائیں ہی کرتیں تھیں۔

والدہ کی خدمت میں حاضری

راقم نے جب سے لڑکیوں کا مدرسہ قائم کیا، تقریباً سات سال ہوگئے، تو میری رہائش گاہ کچھ الگ اور تھوڑی دور ہوگئی، روزانہ ہمیشہ کا معمول راقم کا یہ رہا کہ عصر بعد والدہ کی خدمت میں حاضر ہوتا، اس کے پاس بیٹھتا، اپنی سناتا اس کی سنتا، اس کی دعائیں لیتا، ادھر ایک سال سے اور جب جب بھی تکلیف زیادہ ہوتی تو راقم صبح ۱۰/۱۱/ بجے اور عصر بعد خدمت میں حاضر ہوتا، ورنہ عام طور سے عصر بعد حاضر ہوتا، مگر اس سال تو روزانہ صبح وشام ہی حاضری ہوتی تھی، اگر کبھی سہارنپور یا کہیں اور چلا گیا اور رات میں عشاء کے وقت یا بعد میں واپس آتا، تو آتے ہی پہلے والدہ کی خدمت میں حاضر ہوتا، پھر اپنی قیام گاہ پر آتا، اگر کبھی زیادہ رات ہوجاتی تو آمد کی اطلاع دیتا کہ میں آگیا اور اطمینان دلا دیتا کہ ان شاء اللہ صبح کو حاضر ہوں گا، اس طرح اللہ تعالی کی توفیق سے روزانہ اس کی زیارت کرکے دعائیں حاصل کرتا، ہر ممکن اس کو راحت پہنچانے کی کوشش کرتا، اور وہ بھی لمبی لمبی دعائیں دیتی تھیں، اگر کبھی وہ ہماری نالائقی سے ناراض ہوتی تو اللہ سے دعا کرتے اور اس سے معافی مانگ لیتے، وہ خوش ہوتی اور معاف کردیتی، مگر اس طرح کی نوبت زندگی میں شاید ایک آدھ مرتبہ ہی آئی ہے، اللہ تعالی معاف فرمائے۔

والدہ کا وطن اور خاندان

والدہ صاحبہ شیر پور خانہ زاد پور، ضلع سہارنپور کی رہنے والی تھی، ان کے والد جناب

نظام الدین صاحب تھے، جو نیک صالح اور دیندار آدمی تھے، اور پیشہ کے اعتبار سے کاشتکار تھے، والدہ کے دو بڑے بھائی تھے، جو کئی سال پہلے انتقال کرچکے تھے، دونوں صاحب اولاد تھے، دو چھوٹی بہنیں تھیں، وہ بھی انتقال کرچکی تھیں، وہ بھی صاحب اولاد تھیں، اب وہ سب بھائی بہن اپنے رب کے حضور حاضر ہوچکے، اللہ تعالی سب کی مغفرت فرمائے۔

اللہ کا فضل اور بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ

راقم کی عمر ۳۸/سال کے قریب ہورہی ہے، ۱۶/۱۷/سال مدرسہ کی زندگی ہے، باقی ۲۱/۲۲/سال اس کی خدمت میں رہنا ہوا، کتنی باتیں اس کی زندگی کی ہیں، اگر سب لکھی جائیں تو ایک دفتر درکار ہے، بس یہی باتیں یہاں نقل کرکے کچھ غم ہلکا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، ورنہ تو یہ حادثہ ایسا ہے کہ اس کے وقوع سے پہلے- اگرچہ اس کا وقوع تو یقینی تھا اور ہر آدمی کے لیے یقینی ہے، مگر- یہ سمجھتا تھا کہ کیسے برداشت کروں گا، مگر اللہ تعالی کے فضل اور بزرگوں کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالی نے صبر جمیل عطا فرمایا، اور اس کو برداشت کرنے کی ہمت وتوفیق عطا فرمائی، اللہ تعالی ہم سب بھائی بہنوں میں اتحاد واتفاق اور محبت کو باقی رکھے، اور ہم سبھوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور والد صاحب کا سایہ تادیر صحت وعافیت کے ساتھ قائم رکھے۔

والدہ کی بیماری اور وفات

راقم سطور کی والدہ محترمہ زیتون نظامی ۲۷/ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۰/ فروری ۲۰۱۲ء پیر کے روز مغرب کے بعد ۷/ بجے کے قریب تقریباً ۷۴/سال کی عمر

میں اپنے مالک حقیقی کے دربار میں حاضر ہوگئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

وہ ایک عرصے سے بیمار تھیں، سر اور پیٹ کے درد میں اکثر مبتلا رہتی تھیں، مگر ادھر کچھ دنوں سے وہ پیٹ کے درد میں زیادہ مبتلا تھیں، مستقل دوائی استعمال کرتی تھیں، شاید ہی کوئی دن ایسا جاتا ہو جس میں وہ دوا نہ لیتی ہوں، اور شدید تکلیف میں ان کو انجکشن دینا پڑتا تھا، ابھی تقریباً ایک ماہ سے روزانہ انجکشن کی ضرورت پڑتی تھی، جس سے تھوڑی دیر کے لیے کچھ سکون ملتا تھا، مگر ۲۶؍ربیع الاول اتوار کے روز سے ان کو اس قدر شدید درد ہورہا تھا کہ انجکشن سے بھی آرام نہیں مل رہا تھا، رات بھر تکلیف میں رہی، اور پیر کی صبح سے ناقابل برداشت درد تھا، جس کی وجہ سے ان کو جولی گرانٹ (دہرہ دون) ہاسپٹل میں ایمرجنسی میں داخل کیا گیا، چیکپ کے بعد معلوم ہوا کہ ان کی آنت پھٹ گئی، داکٹروں نے مشورہ دیا کہ ان کا آپریشن ہوسکتا ہے، اس لئے آپریشن کی کارروائی شروع کردی گئی، مگر اس کے عمل سے پہلے ہی وہ اپنے رب کے پاس چلی گئیں، ان کے ساتھ راقم کے بڑے بھائی ڈاکٹر مرغوب عالم اور ہمشیرہ انیسہ خاتون تھیں، رات کو دس بجے ان کو لے کر گھر آئے، بزرگان دین، اہل تعلق اور رشتہ داروں کو اطلاع کردی گئی اور صبح گیارہ بجے نماز کا وقت متعین کیا، چنانچہ غسل وکفن سے فراغت کے بعد بہت سے علماء، اہل تعلق، رشتہ داروں اور گاؤں والوں کی موجودگی میں ۲۸؍ربیع الاول منگل کو ۱۱؍بجے حضرت مولانا محمد عمر صاحب قاسمی مجاہد پوری نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، اور تدفین عمل میں آئی۔

نماز جنازہ اور تدفین میں شریک علمائے کرام

عام مسلمانوں کے علاوہ جن علماء دین نے نماز اور تدفین میں شرکت کی، ان میں

مولانا ریاض احمد صاحب مظاہری استاذ مدرسہ فیض ہدایت رحیمی رائے پور، مولانا محمد طاہر صاحب قاسمی مہتمم مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر، مولانا سلیم احمد صاحب قاسمی ناظم مدرسہ فیض رحمانی سنسار پور، مولانا شمیم احمد صاحب قاسمی صدر مدرسہ انوار القرآن نعمت پور، مولانا محمد ایوب صاحب مظاہری مہتمم جامعہ سبیل السلام مظفری، مولانا اطہر صاحب مظاہری استاذ مدرسہ انوار القرآن نعمت پور، مولانا عزیز اللہ ندوی ناظم ادارۃ الصدیق بہٹ، مولانا قاری عاشق الٰہی صاحب نائب مہتمم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، مولانا محمد جمشید صاحب ومولانا محمد ہاشم صاحب اساتذہ جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، ڈاکٹر شفیق احمد صاحب رائے پور، الحاج منشی عبدالغفور صاحب ناظم مدرسہ انوار القرآن نعمت پور، الحاج حافظ عبدالستار صاحب ناظم مالیات مدرسہ انوار القرآن نعمت پور، الحاج حافظ محمد ایوب صاحب صدر مرکز امام رحمت اللہ کیرانوی محمد پور، مولانا مطلوب احمد ندوی شیخ الحدیث جامعہ خدیجہ للبنات، مولانا زاہد حسن ندوی ومولانا محمد ساجد ندوی اساتذہ مرکز امام رحمت اللہ کیرانوی، مولانا امجد علی قاسمی، الحاج حافظ شوکت علی جمال پور، مولانا حمید اللہ قاسمی کبیر نگری، مولانا سید محمد فاروق ندوی، قاری توصیف عالم جامعی، قاری محمد ندیم، قاری عبدالرحمٰن، قاری شاکر حسین، قاری ذاکر حسین وغیرہم حضرات تھے۔

جن علماء کرام کو حادثہ کی اطلاع دی اور دعاء کی درخواست کی

بروقت دماغ نے جتنا کام کیا اور جن حضرات کو دعاء اور ایصال ثواب کے لیے فون

کیا، ان حضرات نے دعائے مغفرت بھی کی اور تعزیتی کلمات سے بھی نوازا، ان میں حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسار پوری کو مکہ مکرمہ میں اور مولانا حکیم محمد عثمان صاحب قاسمی کو مدینہ منورہ میں دعا کے لیے کہا اور ان حضرات نے دعائیں کی، اسی طرح مرشد ومربی حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی، حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی، حضرت مولانا عبد اللہ حسنی ندوی، مولانا بلال حسنی ندوی، مولانا کبیر الدین فاران مظاہری، مولانا محمد طاہر صاحب قاسمی، مولانا محمد عامر صاحب ندوی، حضرت مولانا یحییٰ بام صاحب جنوبی افریقہ، حضرت مولانا حافظ ایوب کڑوا صاحب جنوبی افریقہ، حضرت مولانا نذر الحفیظ ندوی صاحب، الحاج موسی درسوت صاحب، حضرت الحاج ڈاکٹر شفیق احمد صاحب، حضرت مولانا قاری عاشق الٰہی صاحب ریڑھی تاجپورہ، حضرت الحاج مفتی ظہور الدین صاحب قاسمی دہلی، مولانا عبد الواجد ندوی گنگوہ، مولوی سید محمد ریاض ندوی وغیرہ کو فون کیا اور دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کی درخواست کی، سبھوں نے الحمد للہ دعائیں کیں۔

تعزیت کے لئے تشریف لانے والے علماء کرام اور دیگر اہل تعلق

بعد میں تعزیت کے لیے جو حضرات تشریف لائے، ان میں الحاج عتیق احمد صاحب رائے پوری ناظم مدرسہ فیض ہدایت درگلزار رحیمی خانقاہ رائے پور، مولانا محمد ساجد صاحب قاسمی استاذ جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ، مولانا محمد عرفان قاسمی ڈائریکٹر ''الفاروق'' لائبریری کھجناور، مولانا کبیر الدین فاران مظاہری ناظم مدرسہ

قادریہ مسروالا، قاری علی شیر صاحب استاذ مدرسہ قادریہ مسروالا، مولانا محمد رضوان صاحب مظاہری مہتمم مدرسہ سراج العلوم فتح پور، مولانا محمد یعقوب صاحب ندوی ناظم جامعہ خیر النساء للبنات پپلی مزرعہ، ڈاکٹر سید منظور عالم صاحب ناظم مدرسہ عزیز القرآن صابری کھجناور، الحاج شوکت نسیم ریہڑ (بجنور) مستری محمد شہزاد کمیش پور اور سیاسی لوگوں میں جو حضرات آئے وہ جگدیش سنگھ رانا (ایم پی) نریش سنگھ سینی اور بھی دیگر حضرات آتے رہے اور تسلی دیتے رہے، اللہ تعالی سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

فون پر تعزیت کرنے والے اہل تعلق حضرات

جن حضرات نے فون پر تعزیتی کلمات پیش فرمائے، ان میں حضرت مولانا محمد طاہر صاحب مظاہری استاذ مدرسہ فیض ہدایت رحیمی رائے پور، حضرت مولانا محمد عباس صاحب مظاہری ناظم مدرسہ فیض ہدایت رحیمی رائے پور، مولانا نور الہدی صاحب قاسمی مہتمم مدرسہ دار العلوم فاروقیہ دیوبند، مفتی ظہور الدین صاحب قاسمی مہتمم مدرسہ قاسم العلوم سرائے روہیلہ دہلی، مولانا محمد یامین صاحب مبلغ دار العلوم دیوبند، مولانا سید سلمان صاحب نقوی ندوۃ العلماء لکھنؤ، مولانا انعام اللہ صاحب قاسمی استاذ المعہد الاسلامی مانک مئو، مولانا حبیب اللہ صاحب قاسمی استاذ جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور، مولانا رحمت اللہ نیپالی ندوی استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، مولانا مشہود السلام ندوی ندوۃ العلماء لکھنؤ، مولانا محمد فرمان ندوی ندوۃ العلماء لکھنؤ، مولانا محمد منذر ندوی جامعہ دار القرآن سرخیز احمد آباد گجرات، انجینئر امتیاز صاحب ندوۃ العلماء لکھنؤ، ڈاکٹر عمران صاحب سہسوان بدایوں، حافظ محمود صاحب رسول پور

بجنور، مولانا ناصرالدین مظاہری استاذ مظاہر علوم سہارنپور، مولانا صغیر احمد قاسمی استاذ جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی سکریٹری مولانا سید ابوالحسن ندوی اکیڈمی بھٹکل، حنیف بھائی بھولا انکلیشور، زاہد حسن بجنوری (ریاض) مفتی شاہ محمد صاحب نے دہلی سے تعزیتی پیغام بھیجا، عمر علی خان (ایم ایل سی) نے بھی فون پر تعزیت کی، یہ نام جو یاد آئے ہیں، لکھ دیئے گئے، جن کے نام نہ لکھے جاسکے یا جنھوں نے کسی بھی طرح کی ہمدردی کی ہے، سب کا شکر گزار ہوں، سب کو اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے۔

حافظ عبدالستار عزیزی

رفیقہ حیات کی جدائی

ہوش ربا واقعہ

میں اس سانحہ، ہوش ربا واقعہ اور حیرت ناک بات کو کمال افسوس سے لکھتا ہوں کہ مورخہ ۲۰؍فروری ۲۰۱۲ء بروز پیر میری رفیقہ حیات راہی عالم بقا ہوگئی، انا اللہ وانا الیہ راجعون، اس صدمہ سے میرے عقل وہوش بجا نہیں، ہر دم اسی کا خیال، ہر لحظہ اسی کا ملال، ہر طرح اپنے دل کو سمجھاتا ہوں، لیکن ان کے ساتھ دیرینہ رفاقت کا طویل سفر کچھ سمجھنے نہیں دیتا، مگر صبر کے علاوہ انسان کر بھی کیا سکتا ہے، مختار کل، خالق کائنات اپنی ملکیت میں جو چاہے، جب چاہے، جیسا چاہے تصرف کرے، کسی کو مجال دم زدن نہیں، اس کے فیصلے پر تسلیم ورضا اس کے بندوں کا شیوہ ہے۔

حادثہ کے اثرات

اس حادثہ فاجعہ سے ایسا مبتلائے الم ہوا کہ نشتر غم نے جگر کو زخمی کر دیا ہے:

دنیا میں کوئی داغ سے خالی جگر نہیں
بے داغ چرخ پر بھی تو روشن قمر نہیں
دنیا نہیں ہے کچھ بھی جو دیکھا بچشم غور
اس پر وہ مبتلا ہیں کہ جن کو نظر نہیں

افسوس کیسے کیسے امیر وفقیر، حکیم وفہیم
دنیا میں پیدا ہو کر، ناپید ہو گئے

موت کا گر ہوتا حکمت سے علاج
کاہے کو مرتا کوئی یونان میں

خصوصیات

سب اہل خانہ حسرت وافسوس میں ہیں، جس اہل تعلق نے سنا، دم بخود ہو کے رہ گیا، کیونکہ ان کی ذات سے خاص وعام کو فائدہ تھا، بڑی بامروت، شفیق، ہمدرد، غمگسار، عابدہ، زاہدہ، صالحہ، صابرہ، شاکرہ اور صوم وصلاۃ کی پابند خاتون تھیں، ہمیشہ اپنی شفقتوں اور احسان مندی سے سب متعلقین کو مسرور کرتی تھیں، خدا ان کو غریق رحمت کرے، واقعی دنیا ایک خواب غفلت ہے، عدم جس کی تعبیر ہے، زمانہ ایک مرقع حیرت، فنا جس کی تصویر ہے:

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں، سچ پوچھو تو کیا خاک جیئے
جب موت سے آ کر کام پڑا سب قصے قضیئے پاک ہوئے

بہر کیف مشیت ایزدی کے سامنے دم مارنے کی گنجائش نہیں، کیونکہ کل کاموں کا فاعل وہی ہے۔

افسوس بسا ہوا گھر اجڑ گیا، سنسان ہو کا مکان ہو گیا، سچ ہے کہ دنیا رنج والم کا مقام ہے، جس راہ وہ گئی، ہم کو بھی درپیش ہے، بس معاملہ تقدیم وتاخیر کا ہے، بجز موت کے چارہ نہیں، دم مارنے کا یارا نہیں۔

باقیات الصالحات

مرحومہ نے اپنے پیچھے دو لائق بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑیں، جو اس کے لیے صدقہ جاریہ ہیں، چونکہ سب اس کے لیے دعاؤں کا اور ایصال ثواب کا اہتمام کرتے ہیں، قرآن شریف پڑھتے ہیں، اس لئے سب اس کے باقیات الصالحات ہیں، اللہ ہم سبھوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے۔

مفیدہ خاتون پپلی مزرعہ یمنا نگر

ماں کی جدائی پر احساس غم

والدہ کی سب سے پہلی بچی

میری ماں مجھ سے بہت محبت کیا کرتی تھی کیونکہ میں ماں کی سب سے پہلی بچی تھی، اس لیے جب میں چھوٹی سی تھی تو میری امی پہلے مجھ کو مدرسہ میں بھیجا کرتی تھی، اور کہا کرتی تھی کہ سبق سنا کر جلدی سے آنا پھر میری مالش کرنا، میں جلدی سے گھر آجایا کرتی تھی، پھر میں اپنی امی کی خدمت کیا کرتی تھی، جب سے میں نے ہوش سنبھالا اپنی امی کو اکثر بیماری کی حالت میں ہی دیکھا، شادی سے پہلے میں نے اپنی ماں کی بہت خدمت کی، مگر جب میری ۱۹۸۱ء شادی ہوگئی، پھر میری والدہ صاحبہ نے مجھے خدمت سے روک دیا تھا، کیونکہ میں بھی سسرال جا کر بیمار ہونے لگ گئی تھی۔

ماں کی دعائیں

اگر میں اپنی والدہ صاحبہ کی خدمت کرنے لگ جاتی تو میری والدہ صاحبہ مجھ کو منع کر دیتی، اور کہتی کہ تو خود بیمار ہے تو میری کیا خدمت کرے گی، بیٹی بس اللہ تجھے خوش رکھے، میری ماں اس طرح میرے لیے دعائیں کیا کرتی تھی، لیکن میں بیمار ہونے کے ساتھ ساتھ بھی اپنی ماں کی تھوڑی سی خدمت کر دیا کرتی تھی، اس تھوڑی سی

خدمت میں ماں مجھ کو بہت ساری دعائیں دیتی تھی، مگر میں ماں کی بہت زیادہ خدمت نہ کرسکی اور اس طرح میرے سر سے میری ماں کا سایہ اٹھ گیا۔

والدہ کے لئے دعا کی درخواست

میری والدہ صاحبہ ابھی کچھ دن پہلے بہت زیادہ بیمار تھی، میں اپنی والدہ کی تب بھی خدمت نہ کرسکی، میں تو اس کی خدمت سے محروم رہی لیکن میری جو چھوٹی بہن انیسہ خاتون ہے، اس نے میری والدہ کی بہت خدمت کی ہے، اور میری والدہ صاحبہ نے اسے خوب دعائیں بھی دی ہیں، اللہ تعالی میری ماں کو جنت الفردوس میں اعلی سے اعلی جگہ نصیب فرمائے۔

محسنہ خاتون حسنہ والا، بہاری گڑھ

والدہ کی وفات پر تأثر

والدہ کی وفات سے پہلے ملاقات

میری پیاری امی جان جو کئی برسوں سے بیمار تھی، وہ بروز پیر ۲۷/ربیع الاول مطابق ۲۰/فروری ۲۰۱۲ء کی شام کو تقریباً ۷/بجے انتقال کر گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

ان کے انتقال سے دو روز پہلے میری ملاقات امی جان سے ہوئی تھی، لیکن یہ کیا معلوم تھا کہ میری ماں مجھ سے دو دن بعد جدا ہو جائے گی، اور ہم سب کو روتا بلکتا چھوڑ کر چلی جائے گی، میں تو اپنی امی کی خاطر بہت کچھ لکھنا چاہتی ہوں مگر مجھے کچھ نظر نہیں آرہا ہے، ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا دکھائی دیتا ہے، جب بھی کچھ لکھنے بیٹھتی ہوں تو قلم سے روشنائی نکلنے کی بجائے آنکھوں سے آنسوں ہی نکلنے لگتے ہیں۔

نماز کا اہتمام

بس صرف ایک بات بڑی مشکل سے لکھ پائی ہوں کہ میری امی جان بیماری کی حالت میں بھی ہم تمام بہنوں اور بھائیوں کا خیال رکھتی تھی اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ بیماری کی اس مشقت کے باوجود بھی اپنی نماز کا پورا اہتمام رکھتی تھی، اور دعائیں دیتی تھی، بس اللہ تعالی سے دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے، ان کی قبر کو نور سے منور فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلی سے اعلی مقام عطا فرمائے۔

انیسہ خاتون جمال پور، سہارنپور

ماں تو ماں ہی ہے

ماں کی دعائیں اور حفظ قرآن کریم

میری پیاری ماں مجھ سے بہت محبت کرتی تھی، میں گھر میں اکیلی تھی، کیونکہ میری بڑی بہنوں کی شادی ہو گئی تھی، جب میں پڑھنے جایا کرتی تھی تو میں اپنی ماں کا پورا کام کر کے جایا کرتی تھی اور پھر ماں مجھ کو کہتی تھی کہ جلدی آجانا میں پریشان ہوں، پھر میں جلدی سے سبق سنا کر آجاتی، تو ماں مجھ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتی اور دعائیں دیتی، میں بہت جلدی سے قرآن مجید ناظرہ پڑھ لیا تھا، اس لیے میری ماں نے مجھ کو مشورہ دیا کہ میری بیٹی اب تو قرآن کو حفظ کرلے، تو میں نے اپنی امی کی بات مانی اور قرآن شریف حفظ کر لیا تھا، میں اپنی امی کو قرآن شریف سنایا کرتی تھی، امی کو قرآن شریف سننے کا بہت شوق تھا اور پھر میں نے امی کو قرآن پاک کی ایک سورت، سورۂ یٰسین کا ایک رکوع بھی حفظ یاد کروا دیا تھا۔

ماں کا سایہ سر سے اٹھ گیا

میری امی پڑھی ہوئی تو نہیں تھی لیکن میں اپنی کتابیں پڑھ کر سنایا کرتی تھی اور مجھ سے نظم وغیرہ بھی سنا کرتی تھی اور مجھ کو دعائیں دیا کرتی تھی، اب وہ دعائیں بہت یاد آتی ہیں اور بس ہر وقت دل میں خیال آتا ہے کہ اب کون مجھے دعائیں دے گا، اور

کون مجھ کو سمجھائے گا؟ آخر ماں تو ماں ہی ہوتی ہے، اور ماں کا سایہ میرے سر سے اٹھ گیا، سچ کہا ہے کسی شاعر نے:

کیسے کیسے گھر اجاڑے ہیں موت نے
کھیل کتنوں کے بگاڑے ہیں موت نے
پہلوان کیسے کیسے پچھاڑے ہیں موت نے
اب تلک کتنوں کو قبر میں اتارا ہے موت نے

والدہ مجھ کو ہی پکارتی تھی

میری پیاری امی کو جب بھی کوئی کام یا مشکل پیش آتی تو مجھ کو ہی پکارا کرتی تھی، اور اگر مجھے بھی کوئی بیماری پیش آتی تھی تو میں بھی فوراً اپنی امی کو ہی بتاتی؛ لیکن مجھے آج افسوس ہے کہ میں اب کس کو پکاروں گی اور کس کو اپنی بات بتاؤں گی، ورنہ ماں مجھ کو سمجھاتی تھی اور صبر کی تلقین کرتی تھی کہ دیکھو میں کتنی بیمار ہوں، میں صبر کرتی ہوں، اور مجھ کو تسلی دیا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی کہ اپنی نمازوں کا پورا پورا اہتمام کرنا، میری امی نے بہت زیادہ تکلیف اٹھائی ہے، دو ماہ سے تو زیادہ ہی بیمار تھی، ان کو پیٹ میں بہت زیادہ درد ہوتا اور کمر میں بھی، تو میں ان کی کمر پر مالش کرتی رہتی، ان کی خدمت میں لگی رہتی تھی اور پھر ماں مجھ کو کہتی کہ اے میری بیٹی تیرے ہاتھ میں بھی درد ہونے لگا ہوگا، تو میں کہتی نہیں امی جان! کچھ نہیں ہوگا۔

آخری دن اور قرآن کی فرمائش

پیر کے روز صبح آٹھ بجے میری امی کو بہت زیادہ پریشانی ہورہی تھی اور ہم کو بار بار

کہہ رہی تھی کہ میرے پاس قرآن شریف پڑھو! تو ہم سب نے وضو کرکے پڑھنا شروع کردیا، اور اسی وقت میری امی نے بھی اپنی زبان سے کلمہ پڑھنا شروع کردیا، برابر پڑھتی رہی، پھر میرے بڑے بھائی ڈاکٹر مرغوب عزیزی نے ان کو پانچ انجکشن لگائے؛ لیکن کچھ بھی اثر نہیں ہوا کیونکہ ان کو درد بہت ہورہا تھا، اور بس رو رہی تھی، مغفرت کی دعائیں کررہی تھی، استغفار کررہی تھی، پھر جب کوئی اثر نہیں ہوا تو میں اور میرے بڑے بھائی ان کو جولی گرانٹ ہوسپٹل میں لے کر گئے، امی کو وہاں بھی پریشانی ہورہی تھی، وہ مجھ سے پانی مانگ رہی تھی؛ لیکن میں ان کو پانی نہیں دیا، کیونکہ آپریشن کا پروگرام بن رہا تھا، اس لئے نرس نے منع کردیا تھا، اس کی بنا پر مجھ کو بہت افسوس ہورہا ہے۔

نمازوں کی فکر

جب وہ پریشانی کے عالم میں تھی تو بھی اپنی نمازوں کی فکر میں تھی، بار بار کہہ رہی تھی، دیکھو میری نمازیں کتنی قضا ہونگی، ان کو یاد رکھنا، تو میں کہتی تھی کہ امی مجھ کو سب یاد ہے، یہاں تک وہ اسی حالت میں اپنے پروردگار کے پاس چلی گئی، اللہ تعالی نے ہمیں ہمت دی کہ ہم اسی وقت دل پر پتھر رکھ کے صبر کرکے امی کو لے کر گھر پہنچے اور صبح کو تدفین ہوئی۔

والدہ کے پاس لیٹنا

میں اپنی امی کے پاس سویا کرتی تھی اور جب امی رات میں اٹھتی، تو آہستہ سے اٹھا کرتی تھی کہ کہیں میری بیٹی انیسہ کی آہٹ سے آنکھ کھل جائے اور اس کی نیند

خراب ہو، مگر کہاں ایسی نیند تھی، میں فوراً اپنی امی کی آہٹ پا کر اٹھ جایا کرتی تھی، پھر کہتی تھی کہ اے میری بیٹی تو اتنی پریشان مت ہو، تو میں کہتی تھی کہ نہیں ماں، جب تو نے مجھ کو پالا اور میرے لئے اتنی پریشانی اٹھائی اور مجھ کو تو نے میٹھی نیند سلایا تو امی میں آپ کی وجہ سے کیوں نہ پریشان ہوں۔

والدہ کی خدمت

الحمدللہ مجھ کو اللہ نے اتنا موقع دیا کہ میں نے اپنی امی کی خوب خدمت کی، اللہ تعالی قبول فرمائے، اب ہر وقت خیال رہتا ہے کہ ان سب باتوں کو میں کس طرح سے بھول سکتی ہوں، مجھ کو ہر لمحہ امی کی یاد آتی ہے، کس طرح سے برداشت کروں، میرے اوپر غم کا پہاڑ ٹوٹا ہوا ہے، اب میں اپنی سب باتوں کو ختم کرتی ہوں اور اللہ تعالی سے دعا کرتی ہوں کہ اللہ مجھ کو اور سب گھر والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالی میری امی کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلی سے اعلی مقام نصیب فرمائے۔

آ گاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

صائمہ عزیزی اہلیہ ڈاکٹر مرغوب عالم

ساس کا فراق غم

ان کی باتیں یاد آ رہی ہیں

میں اپنی ساس کے متعلق چند باتیں پیش کرنا چاہتی ہوں، الحمدللہ میری شادی کو ۱۹؍سال کے قریب ہو گئے ہیں، کبھی میں نے ان کو سکھ چین سے نہیں پایا، ہمیشہ ان کو بیماری میں مبتلا دیکھا، اور الحمدللہ اللہ تعالی نے مجھ کو اتنا موقع دیا کہ میں ان کی خوب خدمت کی، میں ان کو ہمیشہ وقت پر کھانا پکا کر دیا کرتی تھی، پہلے ان کو کھانا کھلاتی تھی بعد میں خود کھاتی تھی اور اگر کبھی زیادہ ہی بیمار ہو جاتی تھی تو فوراً ان کو دوائی وغیرہ دیا کرتی تھی، پھر وہ مجھ کو دعا دیا کرتی تھی اور وہ ہمیشہ میرے پاس رہا کرتی تھی اور میں بھی ان کے پاس ہی رہا کرتی تھی، اور رات میں ہم سب ان کے پاس ہی بیٹھا کرتے تھے، اور وہ ہم کو سمجھایا کرتی تھی، اب ان کی سب باتیں یاد آ رہی ہیں۔

ایسی اچھی ساس نہیں دیکھی

میں نے دوسری عورتوں کی ساسیں تو بہت دیکھی ہیں لیکن کوئی ایسی اچھی نہیں دیکھی، کبھی اپنی نماز اور روزہ کو نہیں چھوڑا، اور جب ان کی زیادہ ہی طبیعت خراب ہوتی تھی تو ان کو وضو کراتی تھی، اور نماز پڑھوایا کرتی تھی، اور مجھ سے کہتی تھی کہ میری نماز کا دھیان رکھنا، الحمدللہ کبھی میں ان کے مشورہ کے بغیر کچھ کام نہیں کرتی اور ان کی

اجازت کے بغیر گھر سے ایک قدم بھی نہ رکھتی تھی، پہلے ان سے پوچھتی تھی، اگر وہ اجازت دیتی تھی تو میں اس کام کو کرلیتی تھی، ورنہ نہیں کرتی تھی، اگر کبھی میں اپنے میکے جاتی تو ان کا دل بہت اداس ہوجاتا تھا، تو کہتی تھی کہ جلدی آنا اور دعاء کرتی رہتی تھی، وہ ہمیشہ ہماری ہی فکر میں رہتی تھی اور اپنی تکلیف کو برداشت کیا کرتی تھی، اور اگر زیادہ بھی درد ہوتا تو خود دوائی کھالیا کرتی تھی، یا انجکشن لگوالیا کرتی تھی، دو ماہ سے تو ان کی زیادہ ہی طبیعت خراب تھی۔

آخری دن کی تکلیفیں

۱۹رفروری ۲۰۱۲ء اتوار کی رات سے زیادہ ہی تکلیف ہورہی تھی، ایسی حالت میں ان کے برابر انجکشن لگ رہے تھے اور وہ دوائی بھی استعمال کررہی تھی لیکن کچھ اثر نہیں ہورہا تھا، درد کی شدت اور بھی بڑھتی جارہی تھی، اور اتنی پریشان ہورہی تھی کہ ہم ان کو دیکھ کر برداشت نہیں کرپارہے تھے: ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

پھر ان کی یہ حالت دیکھ کر ہم نے قرآن شریف پڑھنا شروع کردیا تھا، لیکن ان کو برابر بے چینی ہورہی تھی، پھر جلدی سے ان کو ہاسپٹل میں لے کر گئے، لیکن وہ جانے کو تیار نہیں ہورہی تھیں، ان کو زبردستی ہاسپٹل لے جایا گیا، ان کے بارے میں کیا کیا بیان کیا جائے، مجھے اس بات پر بہت افسوس ہے کہ جب وہ کبھی ہاسپٹل جاتی تھی، تو مجھ کو ہمیشہ سمجھا کر جاتی تھی لیکن اس دن کچھ نہیں کہہ سکی تھی، اگر وہ کچھ کام کو کہتی تھی تو میں کرلیتی تھی، ورنہ تو نہیں کرتی اور میرے بیٹے سلمان وعثمان تو ہمیشہ ان کے ہاتھ ہی

سے کھانا کھاتے تھے۔

ماں کا سایہ سر سے اٹھ گیا

اور میں ان کی مرضی کے مطابق کام کرتی تھی؛ لیکن آج میں اس افسوس میں ہوں کہ میں اب کس کی مرضی چلایا کروں گی، لیکن اللہ تعالی کا ایک نظام ہے کہ بچی کی شادی ہوتی ہے، تو ایک ماں کو چھوڑ کر آتی ہے تو دوسری ماں ساس کی شکل میں مل جاتی ہے، لیکن آج اس ماں کا بھی سایہ سر سے اٹھ گیا ہے، جیسے بچے ماں کے بغیر پریشان ہوجاتے ہیں، اسی طرح سے ہم ان کے بغیر بے چین اور پریشان ہیں، اللہ تعالی ہمیں صبر کی توفیق عطا فرمائے اور ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

سارہ عزیزی اہلیہ محمد مسعود عزیزی

میری ساس جوار رحمت میں

صبر وتحمل والی عورت

راقمہ سطور کی ساس ایک عرصے سے بیمار تھی، سراور پیٹ کے درد میں مبتلا رہتی تھی، آج کل پیٹ کے درد میں مبتلا تھی، پیٹ کے درد میں ۲۷ر ربیع الاول ۱۴۳۳ھ بروز پیر مغرب کے وقت جولی گرانٹ میں اللہ کے حضور میں حاضر ہوگئی، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ کی بندی اتنی زیادہ صبر وتحمل والی تھی کہ دنیا میں شاید ہی کوئی دیکھا ہو، اگر کبھی زیادہ تکلیف ہوتی اور نماز قضا ہوجاتی تو ہوش آتے ہی پہلے اپنی نماز ادا کرتی تھیں، روزے کی اتنی پابند کہ رمضان کے روزے بغیر سحری کے رکھ لیتی تھی، ہم لوگ کہتے امی بعد میں قضا کرلینا، مگر فرماتی تھی نہیں نہیں، کیا پتہ میری کس وقت موت آجائے، صبح کو جلدی اٹھتی اور فجر کے بعد اپنے معمولات نوافل ذکرواذکار تسبیحات کرتی رہتی تھی، اور اپنے بیٹے مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کے لیے، مرکز کے لیے اور مدرسۃ البنات کے لیے بہت دعائیں کرتی رہتی تھی۔

ایک ممتاز ساس

راقمہ کی ساس ایک ممتاز ساس تھی، جس طرح عام طور سے ساس اور بہو میں

ان بن ہوجاتی ہے، ہم میں الحمدللہ کبھی بھی ان بن نہیں ہوئی، کبھی تکرار اور جھگڑا نہیں ہوا، انہوں نے ہمیشہ ہمیں بیٹی کی طرح سمجھا، اور ہم نے ہمیشہ ان کو ایک پیاری اور مشفق ماں سمجھا۔

آخری ملاقات

آخری وقت وفات سے ایک دن پہلے اتوار کے روز ۱۹ر فروری ۲۰۱۲ء کو راقمہ، بچے اور میرے شوہر (مفتی صاحب) جب ملنے کے لئے گئے تو جاکر سلام کیا اور خیریت معلوم کی تو انہوں نے سلام کا جواب دیا اور اپنی چھوٹی پوتی خدیجہ عزیزی کو چھاتی پر لٹا کر رونے لگی اور کہنے لگی کی میری قسمت میں تجھے کھلانا مقدر نہیں، بس وہ ملاقات آخری ملاقات تھی، خوب دعائیں دی، چونکہ راقمہ کو اپنے شوہر کے ساتھ جنوبی افریقہ کے ایک مہمان حافظ ایوب صاحب کڑوا اوران کے اہل خانہ سے ملنے کے لئے دہلی جانا تھا، اور حافظ صاحب اوران کے اہل خانہ کئی سال پہلے ہمارے یہاں آئے تھے اور ہماری ساس سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔

حافظ صاحب کی بیوی سے میرا سلام کہنا

اس لئے انہوں نے کہا کہ حافظ صاحب کی بیوی سے میرا بھی سلام کہنا، ہم لوگ دہلی کے لئے روانہ ہوگئے، راستہ میں گھر پر فون کر کے پوچھتے رہے، لیکن ہمارے نکلتے ہی طبیعت زیادہ خراب ہونے لگی اور رات بھر پریشان رہی، اس لئے پیر کے روز صبح کو ہم لوگ گھر کے لئے چل دئے کہ ماں کی طبیعت زیادہ خراب ہے، ڈاکٹر مرغوب صاحب ان کو جولی گرانٹ لے کر گئے اور مفتی صاحب کو فون کیا کہ ماں کی

طبیعت زیادہ خراب ہے اور چیک کرایا تو ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ آنت پھٹ گئی ہے، اور آپریشن کرانا ہوگا، ہم چونکہ راستہ میں تھے، ہم نے کہا فوراً آپریشن کرایا جائے، ہم لوگ پہنچ رہے ہیں، خیر آپریشن کی تیاری ہورہی تھی کہ ماں اپنے اللہ کے یہاں حاضر ہوگئی، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ان کو فوراً لے کر گھر آگئے، رات کے اس وقت دس بج رہے تھے، سب گھر والوں کے اوپر آسمان ٹوٹ گیا، سب لوگ اپنے ہوش کھو بیٹھے، جو جہاں تھا، وہیں رہ گیا، اور ماں کے غم میں نڈھال ہوگیا، گھر کا بچہ بچہ رونے لگا، خیر مفتی صاحب نے تمام اکابر، اہل تعلق اور رشتہ داروں کو اطلاع کردی کہ امی کا انتقال ہوگیا ہے، کل صبح گیارہ بجے نماز جنازہ ہوگی، اللہ سے دعا ہے کہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

نظمہ حیات عزیزی بنت ڈاکٹر مرغوب عالم

دادی اماں کی جدائی

دادا دادی کا پیار

اس دنیا میں بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں اپنے دادا اور دادی کا پیار ملتا ہے، ورنہ تو بیچارے کتنے ایسے ہوتے ہیں کہ پیدا ہوتے ہی والدین کا سایہ سر سے اٹھ جاتا ہے، لیکن میرے اوپر اللہ کا بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس نے میرے ماں باپ کے علاوہ دادا دادی کا بھی سایہ اب تک میرے سر پر رکھا تھا، دادا اور دادی کا سایہ اور پیار بڑے خوش قسمت لوگوں کو نصیب ہوتا ہے، انھی خوش قسمتوں میں سے میں بھی ایک ہوں، میری دادی اماں مجھ سے بے پناہ محبت کرتی تھی، اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ پورے گھرانے میں سب سے پہلی اور سب سے بڑی پوتی میں ہی تھی، میں نے جب آنکھ کھولی تو والدین کے پیار کے ساتھ دادا اور دادی کا پیار ملا، پہلی اولاد ہونے کے ناطے میری پرورش اور تربیت میں بہت سے لوگوں کا ہاتھ ہے، اگر ایک طرف والدین تھے تو دوسری طرف دادا اور دادی، یہی نہیں بلکہ میری تینوں پھوپھیاں بھی مجھے بہت چاہتی تھی، ان سب کے علاوہ میرے مشفق اور مہربان چچا (مفتی محمد مسعود) مجھ کو بہت پیار کرتے تھے، میرے چچا جب مدرسہ سے گھر آتے تو مجھے کھلاتے اور لوری دیتے، یہ سب باتیں تو مجھے معلوم نہ تھی لیکن میری دادی اماں

نے مجھے بتلائی تھیں، اس لیے ان کے چلے جانے سے ساری باتیں ذہن میں گردش کررہی ہیں۔

دادی کی شفقتیں

آج جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوگئیں تو احساس کے آنسو تھمنے کی بجائے اندر ہی اندر جذب ہورہے ہیں کہ آخر ہماری دادی اماں نے ہمیں جو پیار دیا تھا، ہم نے کما حقہ ان کے پیار کا بدلہ نہیں دیا، اس لئے اب مجھ کو سب سے زیادہ غم دادی اماں کی جدائی کا ہے، لیکن اس راستہ سے ہم سب کو گزرنا ہے، میری دادی مجھ سے بہت ہی زیادہ محبت کرتی تھی اور میں ہر وقت ان کے پاس رہتی تھی، رات میں بھی ان کے پاس ہی لیٹی تھی اور خدمت کرتی تھی اور وہ مجھ کو بہت ہی زیادہ دعائیں دیتی تھیں اور جب میں مدرسہ میں جاتی تو دادی اماں کو پوچھ کر جاتی، آج دادی اماں کی یہ سب باتیں میرے دل ودماغ میں گھوم رہی ہیں، چونکہ اس کی شفقتیں مجھ پر بہت زیادہ تھیں، مجھے بڑے شوق سے پالا تھا، کتنی عنا تیں اس کی مجھ پر تھیں جو میں بیان نہیں کرسکتی۔

ہزاروں میں ایک

دادی اماں رات میں ہم سب کو قصے اور اچھی اچھی باتیں سناتی تھیں، وہ ہزاروں میں ایک تھی، جس طرح چاند آسمان پر ایک ہے، اور ہم سب بہن بھائیوں سے بہت محبت کرتی تھی، میری چھوٹی بہن رابعہ کو بہت زیادہ سمجھاتی تھیں، رشتہ داروں پڑوسیوں سے بہت محبت کرتی تھیں، اگر ہمارے گھر کوئی آتا تو اس کو محبت اور

سلیقہ سے بٹھاتی، اس کے ساتھ الفت ومحبت کی باتیں کرتی تھی، اور روزانہ صبح آٹھ بجے میری ماں مجھ کو مدرسہ بھیجتی تھی اور اچھی باتوں کی تلقین کرتی تھی، اور بری باتوں سے روکتی تھی اور کہتی تھی کہ ٹھیک وقت پر جلدی جلدی کام کر کے مدرسہ چلی جایا کرو، اس طرح دادی اماں کی بہت سی باتیں ہیں، مگر میرا قلم ساتھ نہیں دے رہا ہے، اس لئے انہیں باتوں پر اکتفا کرتی ہوں، اللہ تعالی دادی اماں کو جنت الفردوس میں اعلی سے اعلی مقام نصیب فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

دانش عزیزی بنت ڈاکٹر مرغوب عالم

دادای اماں کے متعلق کچھ باتیں

دل پر پتھر رکھ کر لکھتی ہوں

میں حیران ہوں، پریشان ہوں کہ کس طرح سے بیان کروں، کہاں سے شروع کروں، کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے، کیا کیا بیان کرو، لیکن قلم میں وہ ہمت وطاقت نہیں، وہ زبان کہاں سے لاؤں، مگر دل پر پتھر رکھ کر لکھتی ہوں۔

جب میں چھوٹی سی تھی، ماں مجھ کو اپنے ساتھ باہر کھلانے کے لیے جایا کرتی تھی، اور جب میں بڑی ہوگئی تو مجھ کو اپنے پاس بٹھا کر سمجھایا کرتی تھی، اور جب میں مدرسہ سے آتی تھی تو نقاب اتارنے سے پہلے ہی فوراً اماں کے پاس بیٹھ جایا کرتی تھی، اور جب ماں مجھ کو صبح میں اٹھاتی تو میں کہتی تھی کہ نہیں ماں میں تو آج مدرسہ سے آئی ہوں، میں نہیں اٹھوں گی لیکن جب ماں پریشان ہوتی تو میں اٹھ جایا کرتی تھی اور پھر رات میں مجھ سے نعت نظم تقریر وغیرہ سنا کرتی تھی، اور بہت دعائیں دیا کرتی تھی، اور میں ماں سے کچھ بھی بات نہیں چھپاتی، ان کے مشورہ سے ہی کام کرتی تھی۔

ماں تسلی دیا کرتی تھی

اگر مجھ کو کوئی پریشانی ہوتی تھی تو میں فوراً اماں کو بتاتی تھی تو ماں مجھ کو تسلی دیا کرتی تھی

اور اگر میں بیمار ہوگئی تو فوراً مجھ کو دوائی دیا کرتی تھی، اور پھر جب میں مدرسہ میں جایا کرتی تھی تو پوچھ کر جاتی تھی اور اگر میں ایسے ہی چلی جاتی تو ماں کہتی تھی کہ آج مجھ کو دانش پوچھ کر نہیں گئی، تو مجھ کو بہت احساس ہوتا تھا، اور جب پوچھ کر جاتی تو بہت دعائیں دیا کرتی تھی اور اگر ماں مجھ سے ناراض ہوجاتی تھی تو فوراً معافی مانگ لیا کرتی تھی، اور اپنی غلطی کا احساس ہوتا تھا، اور جب میں سلمان، عثمان، عبداللہ، امامہ اور رابعہ کو مارتی یا کچھ کہتی تو فوراً بولتی تھی کہ ان کو مت مارو، ورنہ میں تیرے لے بہت ہوں۔

مجھ کو اپنے سامنے نماز پڑھواتی

اور جب میں نماز نہیں پڑھتی تھی تو مجھ کو اپنے سامنے نماز پڑھوایا کرتی تھی اور جب میں صبح کو نہیں اٹھتی تھی تو ماں مجھ کو اٹھاتی تھی اور کہتی تھی کہ یا تو اٹھ جاؤ ورنہ چارپائی سے نیچے گراؤنگی، تو میں ڈر کی وجہ سے فوراً اٹھ جایا کرتی تھی، اور میں ماں کے ساتھ مذاق بھی بہت کیا کرتی تھی، ماں کو پریشان بھی بہت کیا کرتی تھی، اور میری پیاری سی ماں کچھ بھی نہیں کہا کرتی تھی، اور کبھی کبھی ماں یہ بھی کہہ دیتی کہ میں تو دنیا سے رخصت ہونے والی ہوں، مگر میں کہتی تھی کہ نہیں ماں، ابھی تو تم بہت دن تک رہوگی، اور سلمان کہتا تھا کہ نہیں ماں تم بہت دن تک رہوگی، میں تو تمہاری چارپائی پکڑلونگا۔

سب کو اچھی باتیں بتلاتیں تھیں

میرے دونوں بھائی عثمان اور سلمان انہی کے ہاتھ سے کھانا کھاتے تھے، اگر کبھی زیادہ بھی بیمار ہوتی تھی، لیٹ کر بھی کھلا دیتی تھی منع نہیں کرتی تھی، اور الحمدللہ کبھی کسی کو کچھ نہیں کہتی تھی، اور کبھی جھوٹ بھی نہیں بولتی تھی، الحمدللہ ہمیشہ سب کو اچھی باتیں

بتایا کرتی تھی، ہمیشہ نمازوں کی پابندی، تسبیحات اور ذکر واذکار بھی بہت کیا کرتی تھی، اور جب کبھی میرا دل نہیں لگتا تھا تو میں کہتی تھی کہ ماں کچھ باتیں بتا دیجئے، تو اماں جان مجھ کو حج کے سفر کی اور دین کی باتیں بتاتی اور پھر میرا دل لگ جاتا، الحمدللہ انہوں نے حج اور عمرہ بھی کر رکھا تھا، اور اب میں ان باتوں کو ختم کرتی ہوں، اللہ تعالی سے دعا کرتی ہو کہ اللہ تعالی ہم سب گھر والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

محمد اکرم جمال پور، سہارنپور

نانی کے متعلق چند باتیں

نانی بہت نیک عورت تھی

ہماری نانی صاحبہ ہم سے بہت زیادہ محبت کرتی تھی، محبت تو سب سے کرتی تھی، مگر ہم سے کچھ زیادہ ہی کرتی تھی، نانی بہت ہی نیک عورت تھی، ذکر واذکار بہت کیا کرتی تھی، اور دین کی باتیں زیادہ کرتی تھی، اور پردہ کا بہت زیادہ اہتمام کیا کرتی تھی، الحمدللہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اور نانی کے یہاں آنا شروع کیا ہے آج تک میں نے نانی کو نہ تو کوئی نماز چھوڑتے ہوئے دیکھا اور نہ کوئی روزہ، پنجگانہ نماز کے علاوہ اور بھی نمازیں مثلاً تہجد، اشراق، اوابین وغیرہ پڑھتی تھی اور تسبیح تو ہر وقت کیا کرتی تھی، تسبیح کو اپنے پاس سے جدا نہ ہونے دیتی، آج تک میں نے اپنی نانی کو کسی کے ساتھ بیکار باتیں جھگڑا وغیرہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا؛ لیکن اگر کبھی کسی دوسرے نے یا اپنے نے کچھ کہہ بھی دیا تو اس سے بدلہ نہ لیتی تھی، ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے ٹال دیتی تھی، بس اس کو تو دین کی باتوں کے علاوہ دنیوی باتوں سے زیادہ تعلق نہ تھا، ہر وقت آخرت کی فکر رہتی تھی اور یہ کہتی تھی کہ موت کا کوئی بھروسہ نہیں، پتہ نہیں کہ کس وقت موت آجائے۔

پردہ کا اہتمام

پردہ کا اتنا اہتمام تھا کہ بوڑھی ہونے کے بعد عورتیں پردہ کرنا چھوڑ دیتی ہیں، مگر ہماری نانی نے بوڑھی ہونے کے باوجود بھی پردہ میں رہ کر سارا کام کیا، اور نماز کی بہت زیادہ پابند تھی، اتنی زیادہ کمزور ہونے کے بعد بھی نماز کو نہ چھوڑا، اگر نماز کھڑی ہوکر پڑھنے کی طاقت نہیں تھی تو بیٹھ کر پڑھتی تھی، اور اپنی پوتیوں (حنا اور دانش) کو بھی نماز کا حکم دیتی تھی، اور ہر وقت زبان پر کلمہ جاری رہتا تھا، اتفاق سے اگر دو تین نمازیں بیماری کی وجہ سے قضا ہوجاتی تھی تو پریشان ہوجاتی تھیں، اس لیے پہلے ہی سے چھوٹے ماموں (مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی) سے وصیت کر گئی تھی کہ بیٹے اگر میری کوئی نماز باقی رہ گئی تو اس کا فدیہ ادا کردینا۔

ہم سب بھائیوں سے نانی محبت کرتی تھی

ہم سب بھائیوں سے نانی اتنی محبت کرتی تھی، جو بیان سے باہر ہے، اگر میں مدرسہ سے گھر آتا اور نانی کے پاس نہ آتا تو نانی فون کروا کر کہتی کہ اکرم کو میرے پاس بھیج دو، اور میرے بھائی انور، افضل سے بھی بہت زیادہ محبت کرتی تھی، اور میرے چھوٹے بھائی انور کو بہت چاہتی تھی، اور اس سے فون پر باتیں کرتی تھیں اور کہتی تھی کہ کب کو آرہا ہے، کیونکہ وہ اگر نانی کے پاس رہتا، تو ادھر ادھر کی باتیں سنا کر سب کو ہنساتا تھا، تو اس سے نانی کا دل بھی لگا رہتا، اور جب وہ دنگا کیا کرتا تھا تو نانی جب بھی اس کو کچھ نہ کہتی تھی، جب میں چھوٹا تھا تو نانی کہتی کہ جا اپنے نانا کے پاس سے پیسے لے کر دوائی لا کر دے، اب یہ نانی کی باتیں بہت زیادہ یاد آرہی ہیں۔

ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے

نانی ہمارے پاس کب تک رہتی آخر ایک دن تو مرنا ہی تھا، قرآن پاک میں اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ”کل نفس ذائقة الموت“ ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے، آج ہماری نانی اٹھ گئی، کل ہمیں بھی وہیں جانا ہے۔

اس لئے موت سے ڈرو، موت کو کبھی نہ بھولو، ایک دن ہر شخص کو موت آنی ہے، ہر چیز فنا ہوجائے گی، کوئی چیز باقی نہ رہے گی، ہماری بڑی محرومی ہے کہ ہماری نانی کا سایہ ہمارے سر سے اٹھ گیا، دعا کریں کہ اللہ تعالی ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہماری نانی کو جنت الفردوس میں اعلی سے اعلی مقام عطا فرمائے۔

نظر تو آئی تھی ہلکی سی کرن تبسم کی

ماں کا لفظ

’’ماں‘‘ کا یہ سہ حرفی لفظ کتنا معنی خیز ہے، یہ لفظ اپنے اندر کتنی خوبیوں کو لئے ہوئے ہے، ماں کا نام زبان پر آتے ہی بدن میں ایک ہلکی سی نمی پیدا ہوجاتی ہے اور دل میں سکون ومحبت کے پھول کھلنے لگتے ہیں، بہر حال ماں کے تعلق سے جتنا بھی لکھا جائے یا کہا جائے وہ بہت کم ہے۔

ماں سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں

دنیا میں اگر کوئی خوبصورت چیز ہے تو وہ ماں ہے، کسی فلسفی نے کہا تھا کہ ’’دنیا میں ماں سے زیادہ حسین اور خوش رنگ کوئی چیز نہیں‘‘ اور یہ بات حقیقت بھی ہے کہ ماں سے بڑھ کر دنیا میں کوئی دولت نہیں، کیونکہ اس دنیا میں ترقی اور کامیابی کا جو راز ہے وہ ماں کی دعاؤں کے اندر پوشیدہ ہے، اس لئے اس دنیائے فانی سے کسی کی ماں کا انتقال کر جانا قیامت صغری کے مانند ہوتا ہے، جس کی بنا پر اس شخص کو ’’یتیم‘‘ کہا جاتا ہے، گویا کہ ماں کی گود اور اس کا سایہ اولاد کے لیے ایک روحانی اور جسمانی پناہ گاہ ہوتی ہے، جہاں پر انسان سکون واطمینان کی سانس لیتا ہے، اور اپنے دکھ و درد کو بے جھجھک بیان کرتا ہے۔

دنیا میں کسی کو قرار نہیں

دنیا میں ہر انسان مرنے کے لیے آیا ہے، یہاں پر کسی کو قرار نہیں، کیونکہ دنیا اور دنیا کی تمام چیزیں فنا ہونے والی ہیں، اور موت ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار نہیں، چونکہ فرمان الٰہی ہے ’’کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ‘‘ کہ ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے، ابھی گذشتہ فروری ۲۰۱۲ء کی ۲۰/تاریخ کو ہمارے ادارہ کے روح رواں مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کی والدہ محترمہ کا اس دنیا سے کوچ کر جانا راقم کے اوپر بھی بہت شاق گزرا، چونکہ راقم کا مفتی صاحب سے قربت ہونے کی وجہ سے گھر جیسا معاملہ ہوگیا ہے، کوئی بات ہوتی ہے، چاہے وہ کسی نوعیت کی ہو، مفتی صاحب فوراً پوچھتے ہیں کہ یہ کام کہاں کرایا جائے، یا کس سے کرایا جائے، یا کس طرح سے ہوگا، بہر حال اس ناچیز سے مشورہ لیتے ہیں، جس کی وجہ سے گھر کا بچہ بچہ راقم سے مانوس ہوگیا، اس لئے ان کی ماں کا مانوس ہونا اور راقم سے محبت کرنا ایک فطری بات تھی، ان کی والدہ احقر کی والدہ کے مانند تھی، جب کبھی کوئی بات گھر میں پیش آتی تو راقم کو ضرور یاد کیا جاتا، اس لیے راقم بھی مفتی صاحب کے گھر والوں سے الفت ومحبت سے پیش آتا ہے، خوشی وغمی میں برابر کا شریک رہتا ہے، دوسال قبل جب ان کی والدہ کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو راقم بے چین ہوگیا، اور مفتی صاحب کے بھانجے قاری محمد صالحین کو ساتھ لے کر گھر گیا اور ان سے ملاقات کی۔

بیماری میں بھی شکر کے الفاظ

طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے وہ بہت کمزور ہوگئی تھیں اور بستر پر لیٹی ہوئی

تھیں، مگر مجھے دیکھ کر فوراً اٹھ کر بیٹھ گئیں، راقم ان کے پاس بیٹھ گیا اور خیر خیریت معلوم کرنے لگا، کہنے لگی کہ ایسے ہی کبھی کبھی زیادہ درد ہونے لگتا ہے، ویسے تو میں الحمدللہ ٹھیک ہوں، راقم ان سے باتیں کرتا رہا اور وہ راقم کو دعائیں دیتی رہیں اور کہتی رہیں کہ بیٹا محنت سے کام کرنا، کسی چیز کی پریشانی ہوگی تو بتانا، دیکھو مولوی (مفتی محمد مسعود) اکیلے ہی کتنا بڑا کام کرتا ہے، مرغوب بھی ساتھ ساتھ لگا رہتا ہے، تم بھی محنت سے کام کرنا اور میرے لئے دعائیں کرنا، مزید باتیں ہوتی رہیں کہ مغرب کی اذان ہونے لگی، تو راقم وہاں سے رخصت ہونے لگا اور کہا کہ انشاء اللہ پھر آؤں گا۔

دوبارہ ملاقات نہ ہوسکی

دو سال کا طویل عرصہ گزر گیا؛ لیکن یہ ناکارہ ان سے ملنے کے لیے دوبارہ نہیں گیا، یہ راقم کی محرومی سمجھئے یا بدنصیبی، ملنے کے لئے کئی بار سوچا مگر اپنے لاابالی پن کی وجہ سے نہ جاسکا، اس سال راقم ششماہی امتحان کی چھٹی پر گھر نہیں گیا اور مرکز ہی میں قیام کیا، تعطیل کے دو تین دن بعد ہی پھر ان کی طبیعت خراب ہوگئی، ویسے تو بے چاری اکثر بیمار رہتی تھی، مگر اتوار کے روز جب ان کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو سوچا کہ ان سے مل کر آتا ہوں، مگر بعد میں معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب دہرہ دون (جولی گرانٹ) لے کر گئے ہیں، پھر سوچا کہ جب وہاں سے آجائیں گی، تو جا کر مل آؤں گا؛ لیکن یہ کیا معلوم تھا کہ وہی پہلی اور آخری ملاقات تھی، اس کے بعد دوبارہ ملاقات سے محرومی رہے گی، کیونکہ شام کو جب فون پر رابطہ کیا اور پوچھا کہ کیا حال

ہے، تو خبر ملی کی وہ اللہ کو پیاری ہوگئیں، یہ بات راقم کے اوپر بجلی بن کر گری، اور عجیب سا محسوس ہونے گا کہ ابھی تو سوچا ہی تھا کہ ملاقات کروں گا، مگر یہ کیا ہوگیا، دل میں بہت سی باتیں گردش کرنے لگیں، کہ میری قسمت میں صرف ایک ہی بار ملاقات کرنا لکھا ہوا تھا، بہرحال ان کی ساری باتیں آج تک ذہن میں گردش کررہی ہیں اور حال دل سے یوں کہہ رہی ہیں:

نظر تو آئی تھی، ہلکی سی کرن تبسم کی
پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

مرکز کے گیٹ پر کھڑا ہو کر سوچتا رہا کہ کاش ان سے دوبارہ ملاقات کرلیتا، ان سے دعائیں لے لیتا، کچھ اپنی اور کچھ ان کی کہہ سن لیتا، مگر کیا کیا جائے، خدا کے نظام کے سامنے سارے نظام ہیچ ہیں، دل کے اندر جو پیاس لگی تھی وہ بجھی نہیں اور اس کی تشنگی باقی رہ گئی، ملاقات بھی ہوئی مگر ایسی ملاقات کہ دوبارہ ملنے کی خواہش اور چاہت نے یہ کہہ دیا کہ ابھی ملاقات ہی نہیں ہوئی، اس لیے اور زیادہ احساس ہوا:

تشنگی جم گئی ہونٹوں پر پتھر کی طرح
ڈوب کر تیرے دریا سے بھی پیاسا نکلا

پاک طینت وخوش نصیب عورت

الغرض مفتی صاحب کی والدہ سے ایک ہی بار ملاقات ہوئی تھی اور وہ بھی ایسی حالت میں کہ طبیعت ناساز تھی، صرف تھوڑی سی بات ہوئی، ان باتوں سے یہ معلوم ہوا کہ وہ ایک سنجیدہ اور باوقار ہونے کے ساتھ نیک سیرت، پاک طینت اور خوش نصیب عورت تھی کہ جس کی گود سے ایک ایسے ہونہار بیٹے کا جنم لینا ہی ان کی خوشی

نصیبی کے لیے کافی ہے۔

بعض ماؤں کا مقام ومرتبہ

یہ بات سبھی کو معلوم ہے کہ ماں کی اہمیت اور حیثیت کیا ہے، دنیا میں ہر عورت اپنی اولاد کے لئے ماں ہوتی ہے، مگر کچھ ماؤں کو اللہ تعالی وہ مقام اور مرتبہ عطا کر دیتا ہے کہ جنھیں لوگ کچھ دنوں تک یاد کرتے ہیں، مگر یہ مقام ومرتبہ بہت کم ماؤں کو نصیب ہوتا ہے، ہمارے مفتی صاحب کی والدہ محترمہ انہی خوش نصیب ماؤں میں سے ایک ماں تھی کہ جنھیں بہت دنوں تک یاد کیا جائے گا، کیونکہ ان کا مقام ومرتبہ اور اہمیت ان کے بیٹے کی وجہ سے بہت بڑھی ہوئی تھی، جس طرح پہاڑوں اور سنگریزوں کی تعداد بے شمار ہوتی ہے، جنھیں انسان اور جانور ہر وقت پامال کرتے رہتے ہیں؛ لیکن انہیں میں کوئی پتھر، کوئی سنگریزہ لعل ویاقوت بن کر نکلتا ہے، جس کی قیمت پوری ایک سلطنت کے برابر ہوتی ہے، ایسے ہی سمندر میں ہر سال بے شمار قطرے پانی کے گرتے ہیں جو کسی حساب میں نہیں آتے، لیکن انہیں میں چند قطرے وہ بھی ہوتے ہیں جو آغوش صدف میں گر کر موتی بن کر نکلتے ہیں اور تاج سلطانی کا زیور بنتے ہیں، تو اگر کوئی لعل ویاقوت اور صدف کو توڑ دیتا ہے یا وہ کسی وجہ سے کھو جاتے ہیں، تو دل پر کتنا شاق گزرتا ہے، ایسے ہی کچھ مائیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کی گود سے ہیرے اور یاقوت جیسی اولاد جنم لیتی ہے، تو ان ماؤں کا اس دنیا سے پردہ پوش فرمانا اور موت کی آغوش میں چلے جانا کچھ زیادہ غم کا باعث ہوتا ہے۔

ہمیں تو صبر ہی کرنا ہے

بہر حال مفتی صاحب کی والدہ تو اپنے مالک حقیقی سے جاملی؛ لیکن کتنوں کے دلوں کو تڑپتا ہوا چھوڑ گئیں، مفتی صاحب اور ان کے اہل خانہ بہت غمگین ہیں، چونکہ صدمہ یقیناً جاں گسل ہے، سانحہ انتہائی الم انگیز ہے، صبر بہت مشکل ہے، مگر کیا کیا جائے صبر کرنا ہی پڑے گا، فریاد وماتم سے تقدیریں نہیں بدلتیں، بس اللہ تعالی سے یہی دعا ہے کہ مفتی صاحب کی والدہ کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

وہ جس کے قدموں تلے جنت ہے

زمین قدموں کے نیچے سے نکل گئی

مورخہ ۲۸/ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۰/ فروری ۲۰۱۲ء عشاء کی نماز سے فراغت کے بعد خاص مقصد ذہن میں لئے ہوئے مسجد سے کمرہ لوٹ رہا تھا کہ موبائل کی گھنٹی بجی، دیکھا تو استاد محترم مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کا نام اسکرین پر تھا، فوراً ذہن کو مستحضر کر کے فون رسیو کیا، تو آواز میں کپکپی طاری تھی، سوالیہ نشان قائم ہوا، اور استاذ محترم نے خبر دی کہ آج مغرب بعد والدہ کا انتقال ہو گیا ہے، زبان پر ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' کا ورد جاری ہو گیا اور ایسا لگا جیسے زمین قدموں کے نیچے سے نکل گئی، اور موصوف محترم نے راقم کو اور دار العلوم ندوۃ العلماء کے اساتذہ اور اہل تعلق حضرات سے دعائے مغفرت کی درخواست کرتے ہوئے فون رکھا اور میرا ذہن ماضی کی ان یادوں میں گردش کرنے لگا، جب کہ مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد میں زیر تعلیم تھا، تو اکثر مفتی صاحب کے گھر پر حاضری رہتی تھی، اور گھر پر والدہ محترمہ کا جو سلوک میرے ساتھ تھا وہ تمام ذہن میں آنے لگا، چند منٹ تو کمرہ میں بیٹھ کر سوچتا رہا، لیکن پھر خیال آیا کہ اس طرح حاضری لکھوائی جائے، باوضو تو تھا ہی قرآن پاک پڑھا اور ایصال ثواب کیا۔

مرحومہ کے اخلاق وخصوصیات

اللہ تبارک وتعالی نے مرحومہ کو اعلی اخلاق، مہمان نوازی، پاک بازی، نیک مزاجی اور صاف گوئی سے خصوصی طور پر نوازا تھا، اور ان میں وہ اعلی صفات وخصوصیات ودیعت فرمائی تھیں، جو آج کل خواتین کے زمرہ میں کم ہی دیکھنے کو ملتی ہیں، راقم استاذ محترم کے حکم پر جب بھی گھر پر حاضر ہوتا، تو راقم کے ساتھ ان کا معاملہ بڑا ہی مشفقانہ ومربیانہ ہوتا، اور مجھے یاد نہیں کہ کبھی ایسا پیش آیا ہو کہ میں گھر پر گیا اور مرحومہ نے کھانا کھانے یا چائے پینے پر اصرار نہ کیا ہو، جب کہ میرا تعلق بھی گھر کی طرح تھا اور کیوں نہ ہوتا، اس لئے کہ ان کا معاملہ میرے ساتھ بھی بیٹے کی طرح تھا، اس کی واضح مثال یہ ہے کہ میں جیسے ہی گھر میں داخل ہوتا، تو وہ اپنے مخصوص لب ولہجہ میں کہتیں ریاض آ گیا، اور کبھی گھر کے بارے میں دریافت کرتیں، میری عمر اس وقت تقریباً ۱۳/ سال تھی، ہمیشہ بشاشت وجہی کے ساتھ ملتی، کبھی ان کے چہرے پر غصہ کے آثار نمایاں نہیں ہوتے تھے، جب بھی دیکھا تو ہنستے اور مسکراتے ہوئے ہی دیکھا۔

وہ اپنی اولاد کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو چکی تھیں

اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنے تئیں اولاد کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو چکی تھیں، مرحومہ کو اللہ تبارک وتعالی پانچ اولادیں عطا فرمائی ہیں، جن میں دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں اور وہ ان سبھوں کے نکاح وشادی سے فراغت پا چکی تھیں، اور ماشاء اللہ سبھی خوشحالی اور فارغ البالی کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔

بڑے بیٹے ڈاکٹر مرغوب عالم عزیزی ہیں جو کہ مدرسہ کے انتظامی امور میں تعاون کرتے ہیں اور دوسرے والدہ کے چہیتے بیٹے مفتی صاحب ہیں، جو ماشاء اللہ اچھے والدین کی لائق وفائق اولاد کی مثال کے مجسمہ پیکر ہیں، یہ ان کے خوش رہنے کی خاص وجہ نظر آتی ہے، کیونکہ اچھے والدین کی تمنا اور سب سے بڑھ کر آرزو اولاد کے حق میں یہ ہوتی ہے کہ شادی کے بعد اولاد صحیح رہے، اور ان کی زندگی بغیر کسی غم واندوہ کے گزرے، اور یہ چیزیں ان کی اولاد پر صادق آتی ہیں، جو مرحومہ کی دعاؤں کا ثمرہ بھی ہیں۔

مفتی صاحب کا معمول

مفتی صاحب روزانہ صبح کو اور عصر کی نماز کے بعد والدہ کی خیریت دریافت کرنے اور ان کی خدمت کی غرض سے گھر تشریف لے جاتے تھے (چونکہ مفتی صاحب کی قیام گاہ چند سال سے کچھ فاصلہ پر ہے، مزید آپ کے کاندھوں پر بارگراں ہے جو تن تنہا اس عظیم کام میں دل وجان سے لگے ہوئے ہیں، اور اکثر اوقات مدرسہ کے کاموں میں مصروف رہتے ہیں) جب کہ والدین سے محبت، خصوصی لگاؤ، مثال کا درجہ رکھتی ہے، کیونکہ جب بھی کوئی سفر درپیش ہوتا تو والدہ کی اجازت کے بغیر نہیں کرتے، اب وفات کے وقت بھی دہلی کا سفر اشد ضروری تھا، تو اجازت چاہی اور والدہ محترمہ نے بخوشی اجازت دی، تب دہلی کے سفر پر روانہ ہوئے؛ لیکن کیا معلوم تھا کہ آخری ملاقات ہے، چنانچہ موصوف محترم دہلی سے آچکے تھے کہ ہاسپٹل میں یہ روح فرسا واقعہ پیش آیا۔

مرحومہ کی بیماری میں وفات

مرحومہ تقریباً تین چار مہینہ سے سخت بیمار تھیں اور وقتاً فوقتاً پیٹ میں سخت درد سے دوچار رہتی تھی، جس وقت بھی شکایت ہوتی علی الفور ہاسپٹل کی راہ دیکھی جاتی، برابر ڈاکٹروں کا علاج ومعالجہ چلتا رہا، لیکن مستقل طور پر کوئی افاقہ نظر نہیں آتا، وقتی فائدہ ہوتا تھا، جس سے ان کے درد والم میں کچھ تخفیف معلوم ہوتی تھی، اور بہانہ وہی بنا جو اللہ کو منظور تھا: "اذا جاء اجلهم فلا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون" اس دربار سے جو اعلان ہوجائے، اس سے ایک منٹ، ایک پل آگے پیچھے نہیں ہوسکتی، وقت اجل آپہنچا، کیونکہ ساعت موعود جب آتی ہے تو ایسے دبے پاؤں اور زیر نقاب آتی ہے، بس دنیا سے رحلت اور پردہ کرنے والے کو ہی معلوم رہتا ہے، اپنی عمر کے ۴۷/سال بڑی خوشی ومسرت اور فرائض وواجبات کی ادائیگی کرتے ہوئے جان جاں آفریں کے سپرد کردی، لیکن ہر جگہ نیک نام اور ہردلعزیز رہی، کسی کے بارے میں برا نہیں سوچا اور نہ براگمان کیا، طبیعت میں بذلہ سنجی تھی، انہی مذکورہ باتوں کی بنا پر حادثہ سخت اور اپنی محرومی وعدم حاضری اس سے سخت تر ہے، اللہ تعالی ان کو غریق رحمت فرمائے، اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

خاص عزیزوں کو صدمہ

اس سے بڑا کوئی صدمہ نہیں

مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی کی والدہ کے سانحۂ ارتحال کی خبر بہت بعد میں مولانا ممدوح کے فون کے ذریعہ سے ہی معلوم ہوئی تھی، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا عزیزی صاحب ہمارے ہر دلعزیزوں میں ہیں، یقینی بات ہے کہ عزیزوں کے عزیز کے انتقال سے عزیزوں کو صدمہ پہنچنا امر طبعی ہے، دنیا سے رحلت ہم سب کے لئے مقدر ہے، لیکن کسی کی ماں کا رخصت ہو جانا ایک بڑے سانحہ سے کم نہیں ہے، یہ حادثہ فاجعہ ہے، یہ ایسا صدمہ ہے کہ اس سے بڑا کوئی صدمہ نہیں ہوسکتا۔

ماں کے بغیر گھر شہر خموشاں کے مانند ہے

ماں کے بغیر گھر ایک ویران اور مثل شہر خموشاں کے ہے، ماں کا سایہ سر سے اٹھ جانا ایک بڑی دولت کا ہاتھ سے چھوٹ جانا ہے، اولاد کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو جائے، شادی بیاہ ہو کر دادا دادی، نانا نانی بھی بن جائے؛ لیکن اپنی ماں کے لئے وہ بچے ہی ہیں، ماں کا پیار اپنی اولاد پر دائمی ہوتا ہے، کسی نے بھی آج تک یہ دعوی کیا ہے اور نہ کرسکتا ہے کہ میں نے ماں کا حق ادا کر دیا، کسی بھی انسان کے لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ

وہ ماں کے حق کو ادا کر سکے، بچپن میں سنتے تھے کہ اگر کوئی اپنی ماں کو کندھے پر بٹھا کر پیدل حج کرنے نکلے تب بھی ماں کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

میں تیری خدمت کے قابل جب ہوا تو چل بسی

علامہ اقبال نے ”ماں کا خواب“ نظم لکھ کر اولاد کے ساتھ ماں کی والہانہ محبت کو واضح کیا ہے، اس کا آخری شعر یہ ہے:

تو کہتی ہے ہوگیا کیا اسے ✿ تیرے آنسوؤں نے بجھایا اسے

حافظ جالندھری صاحب نے بھی ماں کے تعلق سے اپنے اشعار میں اس طرح کی بات کہی ہے:

سونے دو سو رہی ہے اب مت اسے جگاؤ
اس دکھ بھرے جہاں میں واپس نہ پھر بلاؤ
دنیا ہے سکھ سے خالی دکھ چار سو بھرا ہے
غم کے سوا یہاں پر سوچو تو کیا دھرا ہے

علامہ اقبال کو اپنی ماں کے ساتھ بے پناہ محبت تھی، چنانچہ انہوں نے اپنی ماں کے انتقال کے وقت کہا تھا:

میں تیری خدمت کے قابل جب ہوا تو چل بسی

بیٹے کے ہر نیک کام میں ماں کا حصہ ہوتا ہے

عزیزی صاحب اپنی ماں کے حق میں ایک صدقہ جاریہ سے کم نہیں ہیں، دین کی خدمت اس وقت ان سے جو ہو رہی ہے، وہ ثواب کی شکل میں والدہ مرحومہ کے

بینک میں بھی جمع ہورہا ہے، مولانا کی تصنیف کردہ کتابوں کے ہر ہر حرف پر ان کی والدہ کو بھی ثواب مل رہا ہے، یہ سب ان کی والدہ کی تربیت ہی کا نتیجہ ہے، ماں کی گود اچھی رہی تو اچھا ثمرہ ہی برآمد ہوتا ہے، دنیا میں جتنے بڑے لوگ گزرے ہیں وہ سب اپنی ماں کی اچھی تربیت کے نتائج ہیں۔

زندگی کا سرمایہ

ماں اولاد کے لئے زندگی کا سرمایہ ہوتی ہے، ماں کی دعائیں دنیا کے وہ انمول تحفے ہیں، جن کو قیمتاً خریدا نہیں جاسکتا، والدین دنیا سے رخصت ہوجائیں تو اولاد ان کے حق میں یہی دعا کا تحفہ بھیج سکتے ہیں۔

مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست

مولانا مسعود عزیزی ندوی صاحب کا معہد امام حسن البناء شہید بھٹکل سے خصوصی تعلق رہا ہے، اس ادارے سے قلبی محبت اور لگاؤ ہونے کی بنا پر ادارہ ان کے غم میں برابر کا شریک ہے اور ان کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہے، اسی طرح اس ادارے سے نکلنے والے دو ماہی رسالے ''طیبات'' کے ہر قاری سے گزارش کرتے ہیں کہ عزیزی صاحب کی والدہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں، یہ بندہ اللہ کے حضور دست بدعا ہے کہ اے اللہ عزیزی صاحب کی والدہ کی مغفرت فرما، ان کے سیئات کو حسنات سے مبدل فرما، ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرما، آمین۔(۱)

(۱) دوماہی طیبات، صحابیات نمبر، شمارہ ۱۱/۱۲/۱۳/ اگست ۲۰۱۲ء معہد امام حسن البناء شہید بھٹکل۔

والدة فضيلة الشيخ محمدمسعود العزيزی الندوی الى رحمة اللّٰه تعالى

تلقينا نبأ وفاة فضيلة الشيخ محمدمسعود العزيزی الندوی بأسف بالغ، وقد كان حادثاً مفاجئاً نظراً إلى أنه فقد شخصية الوالدة التی كانت لها منة كبيرة على تعليم وتربية أولادها، ولذلك فإن أثر هذا الحادث كان عميقاً فی نفوسهم، ولاسيما الشيخ العزيزی الذی نشأ تحت تربية والدته وبدعائها تدرج إلى درجات عالية فی العلم والدين.

توفيت يوم الاثنين٢٧/٣/١٤٣٣هـ م ٢٠/٢/٢٠١٢ء فإنا لله وإنا اليه راجعون.

تغمدها اللّٰه تعالى بواسع رحمته وغفرلها زلاتها واسكنها فسيح جناته وأكرم الجميع بالصبر والسلوة والدعاء للوالدة، رحمها اللّٰه.(١)

تعزیتی خطوط

بعض اہل تعلق اور علماء کرام نے والد صاحب اور راقم کے نام جو تعزیتی خطوط تحریر کئے ہیں، ان کو بھی ان حضرات کے شکریہ کے ساتھ شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔

(۱) مجلّہ ''البعث الاسلامی'' جلد ۵۷/ شمارہ نمبر ۸/ ندوۃ العلماء لکھنؤ صفحہ ۹۹

تعزیتی خطوط

(۱) حضرت مولانا محمد اختر صاحب قاسمی

مہتمم مدرسہ جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، ضلع سہارنپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم المقام جناب ماسٹر حافظ عبدالستار صاحب عزیزی دام اقبالکم

سابق استاد جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، ضلع سہارنپور

کل بذریعہ قاری محمد عاشق الٰہی صاحب صدر المدرسین جامعہ دوران سفر یہ خبر سن کر انتہائی قلق ہوا کہ آنجناب کی اہلیہ مرحومہ کا انتقال ہوگیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

رفیقہ حیات کی جدائی یقیناً باعث غم ہے، مگر یہ وقت سب کو ہی دیکھنا ہے، اوراس راہ سے ہر ایک کو گذرنا ہے، آپ کی اہلیہ مرحومہ خوش نصیب خاتون تھیں، کہ ان کے بطن سے نیک اور صالح اولاد وجود میں آئی، جو یقیناً دنیا میں نیک نامی اور آخرت میں سرخروئی کا انشاء اللہ باعث ہوگی، ایک مفتی مسعود سلمہ ہی ہزاروں میں ایک ہیں، جن سے اللہ تعالی بہت بڑا کام لے رہا ہے، اللہ تعالی ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

ایسے موقع پر صبر کے سوا چارہ نہیں، جامعہ میں آج بعد نماز فجر طلباء ومدرسین نے

مرحومہ کی روح کو ایصال ثواب کے لیے قرآن مجید پڑھا اور دعاء کی، اللہ رب العزت مرحومہ کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے اور پسماندگان اولاد واحفاد ومتعلقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

۲۸/۳/۱۴۳۳ھ　　　　محمد اختر قاسمی

مہتمم جامعہ اسلامیہ

ریڑھی تاجپورہ، سہارنپور

(۲) حضرت مولانا قاری عاشق الٰہی صاحب

صدر المدرسین جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ

مخدوم ومربی جناب الحاج حافظ ماسٹر عبدالستار صاحب عزیزی عمت فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد تحیہ وآداب! یہ جان کر کہ جناب مفتی محمد مسعود عزیزی صاحب سلمہ کی والدہ محترمہ بلکہ ہم سب فیضیافتگان (تلامذہ) کی روحانی ماں یعنی آنجناب کی رفیقہ حیات بتاریخ ۲۷/ربیع الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۰/فروری ۲۰۱۲ء رحلت فرماگئیں، جس سے انتہائی صدمہ ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فدوی نے دوران تعلیم وتربیت آپ کی زبانی بارہا مرحومہ کی بہت خوبیاں وخصائل حمیدہ سن رکھیں ہیں، جو آج اچانک ذہن میں ایسی تازہ ہوگئیں ہیں کہ گویا انہیں فدوی ابھی سن رہا ہے، امی مرحومہ پابند صوم وصلاۃ بااخلاق اور انتہائی ملنسار، ہمدرد وغم گسار

تھیں، غرباء پروری تو گویا گھٹی میں پڑی ہوئی تھی، آپ پر گزرنے والے وقت کے نشیب وفراز میں صبر وسکون کے ساتھ نہ صرف ساتھ دیتی تھیں، بلکہ بسا اوقات آپ کو اور پورے گھر والوں کو ترغیب دے کر حالات کا مقابلہ صبر واستقامت کے ساتھ کرنے کا درس دیتی تھیں، ایسی عالی صفات عورتیں کم پیدا ہوتی ہیں، جو قائدانہ خدمات انجام دیتی ہیں، لیکن استاذ محترم دنیا میں ہر آنے والا جانے کے لیے آیا ہے، موت سے رستگاری ناممکن ہے، اس لیے صبر میں نعم البدل کا وعدہ ہے، میں اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ آپ کے اوپر غم کا پہاڑ ٹوٹا ہوا ہے، اور سبھی صاحبزادگان پر بھی، میں بھی غم میں برابر کا شریک ہوں، اور بصمیم قلب دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی مرحومہ کو اگلے عالم میں سکون نصیب فرمائے۔ آمین

آپ کا خادم

محمد عاشق الٰہی ۲۱/۲/۲۰۱۲ء

خادم المدرسین جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپور

(۳) حضرت مولانا محمد عمر صاحب قاسمی مجاہد پوری

سابق نائب مہتمم مدرسہ شاہی مراد آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قابل صد احترام پیارے بھائی جناب الحافظ الحاج منشی عبدالستار صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب والا کی رفیقہ حیات کے انتقال پر ملال کی خبر بذریعہ ٹیلیفون ہوئی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محترم بھائی! یہ دنیاوی زندگی عارضی اور فانی ہے، اس دنیا میں جو بھی آیا ہے اسے جانا ضرور ہے، ہاں خوش نصیب ہے وہ جانے والا جو باقیات الصالحات اور ذخیرہ آخرت چھوڑ جائے۔

ماشاء اللہ مرحومہ تو اپنی اولاد کی عمدہ سے عمدہ تربیت کر کے گلستان عزیزی کو کہکشاں بنا کر عالم آخرت کی طرف روانہ ہوئیں، جس میں نوع بنوع کے پھولوں سے کاشانۂ عزیزی مہک رہا ہے اور گل لالہ برخوردار عزیزم مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی سلمہ نے اپنی تقریر وتحریر اور ادارہ مرکز احیاء الفکر الاسلامی اور اس کے تحت جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات قائم کر کے پورے عالم کو مہکا رکھا ہے۔

عزیز محترم! خداوند قدوس نے آپ کے گھرانہ پر بے شمار نعمتیں ورحمتیں برسا رکھی ہیں، اللہ تعالی کے بے بہا انعامات کا شکر ادا کیجئے اور مرحومہ کے سانحۂ ارتحال پر صبر کیجئے۔

آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیارے نواسے کے انتقال پر اپنی صاحبزادی حضرت زینب کو ان کلمات طیبہ کے ساتھ تسلی دی تھی "ان للہ ما اخذ وللہ ما اعطی و کل عندہ باجل مسمی فلتصبر ولتحتسب" بے شک اللہ نے جو لیا وہ اسی کا ہے، اور جو اس نے دیا وہ اسی کا ہے، اور ہر ایک کا اس کے پاس وقت مقرر ہے (جو بے صبری یا کسی تدبیر سے بدل نہیں سکتا) لہٰذا صبر کرنا چاہئے اور ثواب کی

امید رکھنی چاہئے ، رفیق محترم میں بھی ان ہی کلمات متبرکہ کے ساتھ تعزیت مسنونہ پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ ارحم الراحمین مرحومہ کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلی مقام عنایت فرمائے ، اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق فرمائے ، آمین ۔ والسلام

یکم مارچ ۲۰۱۲ء خیر اندیش

محمد عمر قاسمی مجاہد پوری

(۴) جناب حضرت الحاج منشی عبد الغفور صاحب

ناظم مدرسہ انوار القرآن نعمت، سہارنپور (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی محترمی جناب الحاج ماسٹر عبد الستار صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۲۰؍فروری ۲۰۱۲ء یوم الاحد کو آنجناب کی رفیقہ حیات کے انتقال پر ملال پر نہایت رنج وغم، اندوہ وملال ہوا، جو ایک فطری اور بشری جذبہ ہے، معلوم ہے کہ مرحومہ نیک سیرت، پاک طینت، نہایت خوش نصیب، باکردار صالح خاتون تھیں، سعادتمند، ہونہار لائق وفائق فرزندان ڈاکٹر مرغوب عالم اور باصلاحیت عالم دین مفتی مسعود عزیزی صاحبان کی والدہ ہونے کا شرف حاصل تھا، صوم وصلاۃ، تقوی، طہارت، تسبیحات ودیگر معمولات کی بڑی پابند تھیں، کلمہ حق پر روح نے قفس عنصری سے جانے

بقاء کو پرواز کی، نماز جنازہ میں نمازیوں کا جم غفیر ہونا وغیرہ مرحومہ کی عند اللہ مقبولیت ومغفرت کی علامات سعیدہ ہیں، اب ہم سب کے لیے صبر ورضا اور مرنے والی کے لیے ایصال ثواب بخشش کی دعاؤں کے علاوہ چارۂ کار نہیں، لہٰذا یہاں مدرسہ ''انوار القرآن نعمت پور'' میں مرحومہ کی روح کو تمام طلبہ واساتذہ نے اجتماعی طور پر مدرسہ کی مسجد جامع میں ایصال ثواب کیا، اور دعائیں بھی کیں، کہ حق تعالی مرحومہ کی روح کو اعلی علیین میں اعلی سے اعلی مقام عطا فرمائے ، بال بال مغفرت کے فیصلے فرمائے، اخروی درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے:

خداوندا دے ان کو جنت میں جا ❁ ملے ٹھنڈی ٹھنڈی بہشتی ہوا

تمام پسماندگان اور جملہ لواحقین بالخصوص آنجناب کے غم زدہ دلوں پر صبر جمیل کا القاء فرمائے، آپ کے اس حادثہ جاں کاہ میں اراکین مدرسہ برابر کے شریک ہیں، تعزیت مسنونہ خدمت عالیہ میں پیش ہے۔

شریک غم

یکم مارچ ۲۰۱۲ء عبد الغفور ناظم مدرسہ انوار القرآن نعمت پور

(۵) حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی

مفتی اعظم پنجاب جامعہ دار السلام، مالیرکوٹلہ

برادر عزیز ومحترم مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے ماہنامہ ''نقوش اسلام'' جون ۲۰۱۲ء کے ذریعہ یہ خبر معلوم ہوئی کہ آپ

کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالی مرحومہ کو جنت کے اعلی مراتب نصیب فرمائے اور آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے، ہم سب کی طرف سے اس غم کے موقع پر تعزیت مسنون قبول فرمائیں۔

آپ کا ماہنامہ ''نقوش اسلام'' برابر ملتا رہتا ہے، آپ کا اداریہ اور مضامین اچھے ہوتے ہیں، میں نے ان کو ماہنامہ ''دارالسلام'' میں نقل بھی کیا اور دارالسلام سے دوسرے رسالوں میں بھی وہ مضمون چھپا، شاید آپ کی نظر سے بھی گزرا ہو۔

بہر حال اس وقت تو آپ کی والدہ مرحومہ کی تعزیت کرتے ہوئے یہ عرض کرنا ہے کہ جب میری والدہ مرحومہ کا انتقال ہوا، اور جنازہ دارالعلوم دیوبند کے احاطہ مولسری میں رکھا ہوا تھا، تو ایک بزرگ آئے اور مجھ سے کہا کہ تم سے کیا تعزیت کروں، تم خود عالم ہو، بس تمہیں علامہ انور شاہ کشمیری سے منقول ایک حدیث سنا دیتا ہوں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے آپ نے فرمایا ''ماں اپنے بچوں کو موت کے بعد ایک سال تک نہیں بھولتی، اور اگر بچے اپنی ماں کو ایصال ثواب کرتے رہیں اور اس کو یاد رکھیں تو وہ ساری عمر یاد رکھتی ہے''۔

والدہ کے لئے آپ جیسے عالم کی طرف سے سب سے بڑا تحفہ یہی ہے کہ آپ ان کو اپنی دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں۔

والسلام

(مفتی) فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی

جامعہ دارالسلام (پنجاب)

(٦) حضرت مولانا محمد ساجد میاں صاحب

سعودیہ ایمبیسی، دہلی

عزیز محترم مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے تازہ شمارے کے ذریعہ والدہ صاحبہ کے سانحہ ارتحال کے بارے میں معلوم ہوا، آپ کے لئے بلاشبہ یہ صدمہ ناقابل برداشت ہے، لیکن مومن کو جو صبر کی نعمت ملی ہے اور یہ خیال کہ مرحومہ کی زندگی بے کار اور کالانعام نہیں گزری اور اس کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالی کی خوشنودی کی تلاش میں (حسن تربیت کے ذریعہ) گزرا تو اطمینان ہوتا ہے کہ یہ ساری زندگی بے کار نہیں گئی اور نہ صرف زندگی کی محنت کا ثمرہ یقینی ہو گیا بلکہ نیک اور صالح اولاد کی شکل میں جو صدقہ جاریہ چھوڑا وہ تو اتنی بڑی نعمت اور ذخیرہ آخرت ہے کہ تصور نہیں کیا جا سکتا، آپ کا نقصان ناقابل تلافی ہے، اللہ تعالی آپ کو اور بھائی و بہنوں اور تمام متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آپنے بہت اچھا کیا کہ ماہنامہ میں سب متعلقین کے جذبات نقل کر دئے، آپ کے اس شمارے کے ذریعہ مولانا ابوبکر غازی پوری کے انتقال کے بارے میں معلوم ہو کر صدمہ ہوا، مولانا مجاہد آدمی تھے، اور نہایت بے تکلف اور مخلص تھے، اللہ تعالی ان کے درجات بلند فرمائے، بندہ کی طرف سے والد صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام وتعزیت پیش فرما دیں، عزیزم علی میاں ان تأثرات وجذبات میں شریک ہیں۔ والسلام

نیاز مند ومحتاج دعا

ساجد میاں، تاج انکلیو دہلی ۳۱

(۷) حضرت مولانا محمد عزیز الحسن صاحب صدیقی

مہتمم مدرسہ دینیہ غازی پور

مکرمی ومحترمی مولانا مسعود عزیزی ندوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے اداریہ اور مضامین سے معلوم ہوا کہ آپ کی والدہ مکرمہ رحلت فرما گئیں، یہ خبر سن کر سخت صدمہ پہنچا، اللہ تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور آپ کو اور سبھی متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، بلاشبہ ماں ایسی نعمت ہے جس کا کوئی بدل نہیں، اللہ تعالیٰ غم کے اس بڑے بوجھ کو اٹھانے کی آپ کو قوت دے، اپنے والد مکرم کی خدمت میں سلام مسنون اور تعزیت پیش فرمائیں۔

والسلام

خادم محمد عزیز الحسن صدیقی

مہتمم مدرسہ دینیہ غازی پور

(۸) جناب حاجی فضل الرحمٰن صاحب قادری

ناظم جامعہ ستاریہ نانکہ گندیوڑہ

مکرمی جناب حضرت مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی

ناظم مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی والدہ کی وفات کی خبر سن کر نہایت ہی رنج وغم کا احساس ہوا، کیونکہ ماں دنیا کی ایسی نعمت ہے، کہ دنیا کی ساری نعمتیں اس کا بدل نہیں بن سکتیں، لیکن مقدرات کو کون ٹال سکتا ہے، آپ صبر وتحمل سے دل کو تھامے رکھیں، اس دنیا میں میں کسی کو دوام نہیں، ایک دن سب کو جانا ہے، جامعہ میں آپ کی والدہ کے لئے ایک تعزیتی مجلس کا انعقاد کیا گیا، جس میں جامعہ کے سبھی اساتذہ اور طلباء نے شرکت فرمائی، قرآن شریف پڑھ کر مرحومہ کے لئے ایصال ثواب کیا گیا، اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ والسلام

فضل الرحمٰن قادری

ناظم جامعہ ستاریہ نانکہ گندیوڑہ

(۹) حضرت مولانا محمد عثمان رحمانی لدھیانوی

نائب شاہی امام لدھیانہ، پنجاب

محترم بھائی مولانا مسعود عزیزی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے ذریعہ آپ کی والدہ محترمہ کے انتقال کی خبر پڑھ کر صدمہ ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون

ماں دنیا میں ایک ایسی نعمت ہے جس کا بدل نہیں ہے، وہ تمام لوگ خوش قسمت ہیں جو کہ ماں کی عظمت سے واقف ہیں ''نقوش اسلام'' کے مضامین پڑھ کر آپ

تمام اہل خانہ کی مرحومہ کے ساتھ والہانہ محبت کا اندازہ ہوا، ہماری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے۔ آمین

والد محترم (امیر احرار) آپ کو سلام عرض کرتے ہیں اور آپ کی والدہ مرحومہ کے لئے دعا گوں ہیں۔

آپ کا مخلص

محمد عثمان رحمانی لدھیانوی

نائب شاہی امام، پنجاب

(۱۰) حضرت مولانا محمد الطاف صاحب مظاہری

مہتمم مدرسہ حفظ القرآن کھجناور

گرامی قدر مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی صاحب

زیدہ مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی مع اہل وعیال ومتعلقین بخیر وعافیت ہوں گے، خدا کرے آپ کے مدارس میں بھی امن وعافیت ہو، آپ کی والدہ محترمہ کے انتقال کے خبر سن کر بے حد افسوس اور دلی رنج وغم ہوا، آپ سے جس نوعیت کا تعلق رہا ہے، اس کے مدنظر حزن وملال کا ہونا اور قلب کا اس صدمہ سے متاثر ہونا فطری اور طبعی تقاضہ تھا، مرحومہ کے انتقال کے وقت بندہ سفر میں تھا، ورنہ ضرور بذات خود حاضر

ہو کر جنازہ میں شرکت اور تعزیت مسنونہ پیش کرتا۔

میرا مشورہ ہے کہ آپ تیسرے کلمہ کا ورد بکثرت کرتے رہیں، مفسرین نے آیت شریفہ والباقیات الصالحات الخ کی تفسیر میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ اس کا پڑھنا چالیس بیماریوں اور مصیبتوں سے بچاتا ہے، جن میں سے ایک رنج وغم ہے، بہر حال حق جل مجدہ کی رضا برقضا ہاتھ سے نہ چھٹنے پائے، بندہ آپ سے ذاتی تعلقات کی بنیاد پر مع اپنے اہل خانہ اور اہل مدرسہ آپ کے غم میں برابر کا شریک ہے، بندہ نے خود بھی اور مدرسہ کے اساتذہ وطلباء سے آپ کی والدہ مرحومہ کے لئے قرآن خوانی کرانے کے بعد ایصال ثواب کیا، کرایا اور دعا کی اور کرائی کہ اے اللہ مفتی مسعود سلمہ کی والدہ مرحومہ اور دیگر متعلقین مرحومین کی مغفرت فرما، ان کی قبور کو نور سے منور فرما، ان سب کو جنت الفردوس میں جگہ اور درجات عالیہ نصیب فرما، تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرما، مرحومہ کی اولاد کو والدہ کا نعم البدل عطا فرما، آباء واجداد اور متعلقین کے حقوق کما حقہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرما، والدہ مرحومہ کی خدمت اور حقوق کی ادائیگی میں جو غفلت اور کوتاہی ہوئی پروردگار عالم محض اپنے فضل وکرم سے معاف فرما، اور تادم واپسیں مرحومہ کے لئے ایصال ثواب کرنے کرانے کی توفیق مرحمت فرما، اللہ تعالی مرحومہ کی زندگی کے صغیرہ، کبیرہ ہر قسم کے گناہ معاف فرما کر تمام اخروی پریشانیاں دور فرمائے، اور اس فانی مستعار زندگی میں جتنی عبادات، طاعات، نیکیاں، اعمال صالحہ خلوص سے کئے یا ریا کاری سے، محض اپنے فضل وکرم سے قبول فرمالے، اے اللہ جن لوگوں نے مرحومہ کے لئے ایصال ثواب کیا یا کریں گے، اس کو قبول فرما کر ذخیرہ آخرت اور وسیلہ نجات بنا۔

عزیز القدر مفتی صاحب میری یہ نصیحت یا مشورہ ہے کہ ہر انسان بندہ کا یا خدا ورسول کا حق کماحقہ "خلق الانسان ضعیفا" کا مصداق ہونے کی وجہ سے ادا نہیں کرسکتا، یقیناً آپ کے دل میں بھی یہ احساس اور افسوس انگڑائیاں لے رہا ہوگا کہ کاش میں والدہ محترمہ مرحومہ کی مزید خوش اسلوبی سے اور خدمت کرلیتا، اب یہ موقع تو ہاتھ سے نکل گیا، البتہ جنت کا دروازہ اور ستون آپ کے والد محترم کی شکل میں اس مافات کی تلافی کے لئے باقی ہے (اللہ رب العزت آپ کے والد محترم کو صحت وعافیت، ہمت وقوت کے ساتھ تادیر آپ کے سروں پر قائم رکھتے ہوئے قدردانی کی توفیق نصیب فرمائے) والد محترم کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے سے جہاں آپ کو دارین کی صلاح وفلاح نصیب ہوگی وہیں والدہ مرحومہ کی خدمت میں کوتاہی کا کفارہ بھی بن سکتی ہے، اور آپ کو اس حدیث پر عمل کرنے کی سعادت بھی مل سکتی ہے، جس میں آپ نے فرمایا، بڑا بدنصیب ہے وہ شخص جس نے اپنے ماں باپ کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت کا حقدار نہ بن سکا، میرے جیسے کم علم آدمی کو آپ جیسے ذی علم کو نصیحت کرنا ایسا ہے جیسا کہ آفتاب کو چراغ دکھانا۔

بندہ کی طبیعت خراب رہتی ہے، آپ سے درخواست ہے کہ میرے لئے اور میرے اہل وعیال کے لیے مدرسہ اور اہل مدرسہ کے لئے خصوصی دعا فرمائیں، امید ہے کہ فراموش نہ فرمائیں گے، چند کتب ''توشہ آخرت'' تذکرہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری'' اور رسالہ ''نقوش اسلام'' موصول ہوا، باری تعالی آپ کی جملہ تصنیفات وتالیفات کو قبول فرما کر وسیلہ خیر وبرکت اور ذخیرہ

آخرت بنائے، اللہ تعالی آپ کے فیض کو جاری رکھے اور قرآن وسنت کی روشنی میں خدمت دین کرنے کی توفیق دے، اللہ رب العزت آپ کے علم کو مؤثر بنائے، ہر خیر سے آپ کو نوازے، اور ہر شر سے بچائے رکھے۔

محمد الطاف مظاہری

مہتمم مدرسہ حفظ القرآن کھجناور، ضلع سہارنپور

(۱۱) حضرت مولانا عزیز اللہ صاحب ندوی
ناظم ادارۃ الصدیق بہٹ، سہارنپور

مکرم ومحترم جناب الحاج ماسٹر حافظ عبدالستار صاحب عزیزی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج گرامی بعافیت ہوں۔

شب کے تقریباً ساڑھے دس بجے محترم مولانا الحاج مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی نے فون کے ذریعہ یہ جانکاہ اطلاع دی کہ والدہ محترمہ کا انتقال ہوگیا، اور وہ اللہ کو پیاری ہوگئیں، بندہ حیرت میں پڑ گیا، ابھی کچھ دن پہلے مفتی صاحب سے مکمل جانکاری ومعلومات کی تھی کہ کیا حال ہے، مفتی صاحب عام طور سے گھر کے تعلق سے حالات کے بارے میں ذکر کرتے رہتے تھے، اور ''ادارۃ الصدیق'' میں دعا کرانے کے لئے کہتے رہتے تھے، ایسے ہی جب ان کی والدہ کا انتقال ہوا تو مفتی صاحب نے اس ناچیز کو فون سے اطلاع دی کہ امی کا انتقال ہوگیا ہے، اس ناچیز کے اوپر سکتہ طاری ہوگیا اور استرجاع کے الفاظ زبان پر

جاری ہوگئے، بہرحال وہ مفتی صاحب کی والدہ ہی نہیں تھیں، بلکہ میں بھی اماں ہی کے نام سے پکارتا تھا، اور دعاؤں کے لئے کہتا تھا، اللہ تعالی ان کی بال بال مغفرت فرمائے۔

والسلام

عزیز اللہ ندوی

ناظم ادارۃ الصدیق بہٹ، سہارنپور

(۱۲) محترم جناب حافظ سید عبدالسمیع صاحب

کھجناور، ضلع سہارنپور (یوپی)

بخدمت جناب مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی صاحب دامت برکاتہم

رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آنجناب کی والدہ محترمہ کی وفات کی خبر محمد فاروق کے ذریعہ ملی، خداوند قدوس کے بنائے ہوئے نظام کے مطابق ہر نفس کو آخرکار اس دنیائے فانی سے رخصت ہونا بہرحال ہے، لیکن انسان اپنے پیچھے ان جگر گوشوں کو چھوڑ کر جاتا ہے، جن پر اس کے احسانات وعنایات اور اس کی شفقت ومحبت بے پایاں اور بے شمار ہوتے ہیں، اور پھر ماں تو وہ نعمت ہے جس کی آغوش شفقت ومحبت میں انسان پرورش پاتا اور پروان چڑھتا ہے، اس کا اس دنیا سے آخرت کا سفر اختیار کرنا اور دنیا سے روپوش ہوجانا اس

کے جگر پاروں کے لیے ان کی زندگی کا خاص طور پر ایک عظیم حادثہ ہے، اللہ تعالی ان کو اپنے دامن رحمت میں جگہ عنایت فرمائے، اور ان کے درجات کو بلند فرمائے، آنجناب کو اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، احقر بارہا حاضری کا ارادہ کرتا رہا، اور آج بھی آنے کا پروگرام طے تھا، لیکن تقریباً دو ماہ سے مسلسل ہونے والے درد نے مزید شدت پکڑ لی جس کی بنا پر حاضری ناممکن رہی، اب خاص دعاؤں کی درخواست کرتے ہوئے اپنے اس تعزیت نامہ کو ختم کرتا ہوں۔

والسلام

عبدالسمیع

کھجناور، ضلع سہارنپور (یوپی)

۲۰۱۲/۲/۲۶ء

(۱۳) محترمہ سنجیدہ یعقوب صاحبہ

پرنسپل جامعہ خیر النساء للبنات دسوار روڈ پپلی مزرعہ

مکرمی ومحترمی جناب حضرت حافظ القاری مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی مدظلہ

چیف ایڈیٹر ماہنامہ نقوش اسلام ورئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

میرے لئے رجوع الی اللہ کی ۲۰ رفروری ۲۰۱۲ء کی وہ ساعت ہے جس میں مجھے حادثہ کی اطلاع ملی، میری مراد حضرت زیتون نظامی رحمۃ اللہ علیہا کی وفات ہے، یہ

حادثہ مجھے ماضی کی یادوں میں لے گیا کہ جب میں بہت چھوٹی اور ناسمجھ تھیں، اس وقت آپ پپلی مزرعہ میں زیر تعلیم تھے، ہماری گلی سے آپ مفیدہ بہن کے یہاں عصر بعد آتے جاتے تھے، تو ہم اپنی والدہ سے پوچھا کرتی تھیں، یہ کون ہے؟ جواب ملتا مفیدہ کا بھائی، زیتون کا لڑکا ہے، سنی ان سنی کرتی، پھر پوچھتی یہ کون ہے؟ یہ بزرگ صاحب مفیدہ کا بھائی مظفری کا رہنے والا ہے، ہم چھوٹے بچے بچیوں نے آپ کا نام بزرگ صاحب رکھ دیا تھا، جب آپ ہماری گلی سے گزرتے تو ہم کہتی کہ خاموش بزرگ صاحب آرہے ہیں، حقیقت میں اللہ نے آپ کو بزرگ ہی بنا دیا، اللہ آپ کو ہمارے گمان وزبان سے زیادہ نوازے۔ آمین

بھلا آپ بزرگ کیوں نہ ہوں جن کو ایسی پاک طینت و پاک باز واہل دل ماں کی پرورش وتربیت حاصل ہو، جن پر رشک کرنا بھی باعث سعادت ہو، اب تک تو آپ کے متعلق رشک بھرے الفاظ اپنے شوہر (مولانا یعقوب صاحب ندوی) سے سنتی رہی کہ آدمی ہو تو مفتی صاحب جیسا، اخلاق ہوں تو حضرت مفتی مسعود عزیزی جیسے، ہمت ہو تو مولانا مسعود ندوی جیسی، کئی بار ایسا ہوا کہ میں نے جان بوجھ کر اوچھا لفظ استعمال کیا تاکہ مفتی صاحب کی باتیں سنوں کہ ایسی کیا خاصیت ہے تمہارے مفتی صاحب میں، فوراً مولانا غصہ ہوتے اور بولتے بولتے ہی چلے جاتے ہیں، چپ ہونے کا نام نہیں لیتے، اور کہتے ہیں کہ مفتی صاحب سینکڑوں ہی نہیں بلکہ ہزاروں انسانوں پر بھاری ہیں، وہ ایک انجمن ہیں، وہ ولی اللہ ہیں، وہ بے لوث وبے غرض اور ہمدرد قوم وملت ہیں، سراپا نیک پارسا ہیں، اب سمجھ میں آیا ہے کہ مولانا کا رشک کرنا بجا ہے۔

''نقوش اسلام'' میں حضرت آپ کی والدہ محترمہ (زیتون نظامی) کے متعلق جو مضامین پڑھے ان کی زندگی کے کارنامے پڑھے، دل اللہ کی طرف بڑھتا چلا گیا اور سیدھے لفظوں میں ان کی زندگی پر رشک کرنے لگی، کہ اللہ رب العزت مجھے بھی ایسی خاتون بنادے، اللہ آپ کو اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازے، والد صاحب کا سایہ تادیر قائم ودائم رکھے، خدا انہیں صحت وتندرستی اور سلامتی عطا فرمائے۔

ویسے تو جمعرات کے دن وظیفہ ہوتا ہے، تمام مرحومین کے لئے مغفرت کی دعائیں ہوتی ہیں، لیکن جامعہ خیر النساء للبنات میں انجمن اصلاح البیان کے تحت تعزیتی جلسہ کیا گیا، اور ایصال ثواب کیا، اللہ رب العزت حضرت زیتون رحمۃ اللہ علیہا کو جنت الفردوس میں اعلی مقام نصیب فرمائے، اللہ تعالی ان کے نام وکام کو تا قیامت جاری رکھے۔

حضرت مفتی صاحب مجھے امید ہے کہ ہم کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہوں گے، لیکن اولاد صالح کے لئے بھی خصوصی دعا فرمادیں، اللہ رب العزت آپ کی دعاؤں کی برکت سے ہمیں نیک صالح اولاد عطا فرمائے، پھر ایک بار خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے، حضرت سارہ آپاجی کو ہدیہ سلام اور دعاؤں کی درخواست، اللہ آپ کو بھی دونوں جہاں میں سرخروئی وسربلندی سے نوازے۔

سنجیدہ یعقوب
پرنسپل جامعہ خیر النساء للبنات
دسوارا روڈ پپلی مزرعہ، یمنا نگر (ہریانہ)

(۱۴) عزیزم مولوی محمد شاکر ندوی سلمہ

معہد الاسلامی مانک مئو، سہارنپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استاذ محترم، معمار نسل نو حضرت مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار کی شہ سرخی سے معلوم ہوا کہ مرکز کے روح رواں کی والدہ محترمہ ایک مختصر علالت کے بعد مالک کائنات کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے، آغوش رحمت میں جا پہنچی، یہ خبر بجلی بن کر ایسی گری کہ قوائے عمل شل سے ہوگئے، دل ودماغ میں یکا یک اللہ تعالی کا ارشاد آیا "کل نفس ذائقة الموت" پھر شاعر کا یہ شعر زبان پر آیا:

عمر بھر زیست کے ہمراہ اجل جاتی ہے
تاک میں رہتی ہے یک لخت نگل جاتی ہے

مرحومہ کے اس عظیم حادثہ وفات میں صرف عزیزی خاندان شامل نہیں بلکہ آپ کے شاگرد بھی برابر کے شریک ہیں، استاذ محترم آپ کو کیا تحریر کیا جائے، کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مرادف ہے، پھر مرحومہ کو اللہ تعالی نے آپ جیسا عالم دین بیٹا نصیب فرمایا جوان کے لیے صدقہ جاریہ ہے، آپ سے وہی کہتا ہوں جو ایک بدوی نے حضرت عبداللہ ابن عباس کو حضرت عباس کی وفات پر کہا تھا:

خَیْرٌ مِنَ الْعَبَّاسِ اَجْرُكَ بَعْدَہٗ
وَاللّٰہُ خَیْرٌ مِنْكَ لِلْعَبَّاسِ

(آپ کو عباس سے بہتر ان کی وفات کا اجر ملے گا، اور عباس کو آپ سے بہتر اللہ اور لقائے رب میسر ہوگیا)

یقیناً مرحومہ نہایت دیندار، عابدہ، زاہدہ، نیک سیرت، صابرہ، قانعہ اور علماء کرام کی قدرداں تھیں، دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اعلی علیین میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین

۲۰۱۲/۲/۲۸ء
شریک غم
محمد شاکر مظفری
معہد الاسلامی مانک مئو، سہارنپور

خصوصی گزارش

تمام قارئین سے خصوصی گزارش ہے کہ وہ والدہ محترمہ کی مغفرت اوران کے درجات کی بلندی کے لئے دعاء فرمائیں، اللہ تعالی ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے، اور ہم سب کا ایمان پر خاتمہ بالخیر فرمائے۔

والسلام
محمد مسعود عزیزی ندوی

۶/ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ
۲۴/ ستمبر ۲۰۱۲ء بروز پیر